

حقوق اولاد

مؤلف

علامہ محمد شریف کمالوی

المکمل (عربی و علوم اسلامیہ ماہنامہ) کا نیشنل سہ ماہی پبلسر



فوریہ رضویہ پبلی کیشنز

حقوقِ اولاد

مؤلف

علامہ محمد شریف کمالوی

ایم اے (عربی علوم اسلامیہ، اپیشل ایجوکیشن)

فاضل منہاج یونیورسٹی

ناشر

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- گنج بخش روڈ لاہور

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	_____	حقوق اولاد
مصنف	_____	علامہ محمد شریف کمالوی
تعداد صفحات	_____	۱۲۰
اول ایڈیشن	_____	اگست ۲۰۰۸ء
ایڈیشن دوم	_____	جون ۲۰۱۰ء
کمپوزنگ	_____	ورڈز میکس
مطبع	_____	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
قیمت	_____	90 روپے

ملنے کے پتے

منہاج القرآن پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ، اردو بازار لاہور

منہاج القرآن سیل سنٹر 365M ماڈل ٹاؤن لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۶	کلمات تشکر
۷	انتساب
۸	تقریظ از قاری محمد سلیم قادری (فاضل منہاج یونیورسٹی لاہور)
۹	تقریظ از غلام سرور قادری کمالوی (فاضل حزب الرحمن اسلامی اکادمی دربار قادری بخش شریف کمالیہ)
۱۰	مقدمہ
۱۳	اہمیت موضوع
۱۶	مقاصد تحقیق
	<u>باب نمبر ۱</u>
	حق کا معنی و مفہوم
۱۹	قرآن میں لفظ حق کا استعمال
۲۲	حدیث میں لفظ حق کا استعمال
۲۳	فقہاء کے نزدیک حق کی تعریف
۲۳	مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف
۲۴	غیر مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف
۲۵	ماہرین قانون کے نزدیک حق کی تعریف
۲۶	بنیادی انسانی حقوق

۲۸	اسلامی اور مغربی بنیادی حقوق کا موازنہ
۳۰	قبل از ظہور اسلام اولاد کے حقوق
	<u>باب نمبر 2</u>

قبل از پیدائش حقوق

۳۳	۱- اللہ تعالیٰ سے صالح اولاد کی دعا کرنا
۳۵	۲- حق زندگی
۳۷	۳- حق وراثت
۳۷	۴- حق وصیت
۳۸	جنین
۴۳	۵- حق وقف
۴۴	۶- تاخیر اقامت حد کا حق
۴۷	۷- حق نفقہ
	<u>باب نمبر 3</u>

بعد از پیدائش اولاد کے حقوق

۴۸	۱- حق زندگی
۵۰	نوزائیدہ بچے کے امراض اور مسائل
۵۶	روزمرہ دیکھ بھال
۶۰	۲- اولاد کو گھٹی دینے کا حق
۶۱	۳- حق عقیقہ
۶۴	عقیقہ کی بعض رسموں کا بیان
۶۵	۴- حق ختنہ
۶۶	۵- حق رضاعت

۶۸	۶- حق پرورش
۷۲	بچوں کی حفاظت
۷۶	۷- تعلیم و تربیت کا حق
۷۸	۸- شفقت و رحمت کا حق
۷۹	۹- عدل کا حق
۸۱	۱۰- حق یتیم
۸۶	۱۱- حق لقیط
۸۷	۱۲- حق نان و نفقہ
۸۸	۱۳- حق دُعا
۸۹	۱۴- جنت میں اولاد کا والدین سے ملنے کا حق
۹۴	۱۵- حق تربیت
۹۵	۱۶- حق اسم
۹۹	۱۷- حق نسب
۱۰۱	۱۸- حق زواج
۱۰۲	نکاح میں حق رضا
۱۰۴	نکاح میں لڑکی کی اجازت کا حق
۱۰۵	عاق کرنا جائز نہیں
۱۰۷	حاصل کلام
۱۱۳	انٹرویوز
۱۱۶	کتابیات



کلمات تشکر

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ان گنت بار شکر یہ ادا کرتا ہوں جس نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے سے مجھ ناچیز کو قلم اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائی۔

میں اپنے تمام اساتذہ کرام خصوصاً سر بواہ شعبہ تحقیق و تدوین محترم پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد صاحب اور اپنے نگران مقالہ محترم پروفیسر شبیر احمد جامی صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے بے شمار مصروفیات کے باوجود میری رہنمائی فرمائی اور میں جب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ہر موڑ پر شفقت فرماتے ہوئے میری مدد فرمائی اور ہمیشہ میرا حوصلہ بڑھاتے رہے۔

علاوہ ازیں میں اپنے تمام دوستوں کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری رہنمائی فرمائی، خصوصاً محترم حکیم منیر احمد شکوری، محترم محمد شکیل انجم، محترم سہیل محمود، محترم شاہد رضا، علامہ محمد سلیم قادری، قاری امتیاز درویش، مخدوم قاسم شاہد، محمد نواز قادری اور سید محمد شجاعت رسول قادری کا جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل تک میری معاونت فرمائی۔

حافظ محمد شریف

(گولڈ میڈلسٹ)

ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیہ

ایم اے پبلسٹیسی



۷

انتساب

اپنے والدین

اور تمام

اساتذہ

کے نام

تقریظ

قاری محمد سلیم قادری فاضل منہاج یونیورسٹی لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

عزیزم برادرم جناب علامہ حافظ محمد شریف کمالوی نوجوان سکالر ہیں جنہوں نے ”حقوق اولاد“ کے موضوع پر بڑی جامع کتاب لکھی ہے۔ یوں تو ”حقوق اولاد“ کے موضوع پر بہت سی کتب زیر مطالعہ رہتی ہیں لیکن اولاد کے حقوق پر یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ ان کی یہ کاوش کس حد تک کامیاب ہے اس کا اندازہ کتاب کے مندرجات اور عنوانات سے لگایا جاسکتا ہے جو عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر قائم کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ایک اہم دستاویز کا درجہ رکھتی ہے اسے ہر گھر کے دارالمطالعہ کی زینت ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم حافظ محمد شریف کمالوی کے قلم میں اور زیادہ زور عطا فرمائے۔

قاری محمد سلیم قادری

یکم جولائی ۲۰۰۸ء

تقریظ

مفتی غلام سرور قادری

(فاضل حزب الرحمن اسلامی اکادمی دربار قادر بخش شریف کمالیہ)

محترم المقام، عزت مآب جناب علامہ حافظ محمد شریف کمالوی صاحب کی کتاب ”حقوق اولاد“ کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھنے کا موقع ملا۔ تسکین قلب کا عظیم سرمایہ میسر ہوا۔

مزید برآں مسرت کے لمحات اس لئے بڑھے کہ حقوق والدین پر کافی مصنفین نے قلم اٹھایا لیکن حقوق اولاد ابھی تک تقریباً تشنہ تکمیل تھا۔ فاضل نوجوان نے اس پر قلم فرسائی کر کے تمام نوجوان امت کے قلوب کی تسکین کا سامان کیا۔

حقیقت ہے کہ اگر کسی قوم و ملت میں ایسے نوجوان ہوں تو وہ ہمیشہ ترقی کی منازل کو چھوا کرتی ہیں۔

جس کو قلندر لاہوری نے یوں بیان کیا تھا۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی

ہو جس کے جوانوں میں خودی صورتِ فولاد

اللہ تعالیٰ ان کے علمی و ادبی شہ پاروں کو عروجِ بام تک پہنچائے اور موصوف کو مزید دین متین اور مسلکِ حقہ ترویج و ترقی اور اشاعت میں کام کر کے اپنی منعم ہستیوں میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط: مفتی غلام سرور قادری کمالوی

(ایم اے علوم اسلامیہ ایم اے عربی ایم اے اردو بی ایڈ پنجاب لاہور)

مقدمہ

بنیادی طور پر حقوق کی دو اقسام ہیں۔

۱- حقوق اللہ ۲- حقوق العباد

حقوق اللہ:

حقوق اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں جو انسانوں کے فرائض میں شامل ہیں۔ مثلاً عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور لوگوں کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور بندوں کا یہ فرض ہے۔

حقوق العباد:

بندوں کے بندوں کے ساتھ جو تعلقات ہیں ان میں حقوق و فرائض کا بڑا عمل دخل ہے۔

حقوق العباد سے مراد "بندوں کے حقوق" ہیں۔ ایک انسان کا فرض دوسرے انسان کا حق ہوتا ہے۔ مثلاً استاد اور شاگرد کے درمیان اس طرح کا تعلق ہے کہ جو استاد کے حقوق ہیں وہی شاگرد کے فرائض ہیں اور جو شاگرد کے حقوق ہیں وہی استاد کے فرائض میں شامل ہیں۔

حقوق اللہ کا صرف ایک پہلو ہوتا ہے یعنی ان کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوتا ہے۔ حقوق العباد کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی طرف اور دوسرے پہلو اس بندے کی طرف جس کا وہ حق ہوتا ہے۔

مثلاً: والدین کے حقوق پورے کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اور ادھر یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اسی طرح اولاد کے حقوق پورے کرنا والدین کا فرض ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔
"گناہ اور جرم":

حقوق اللہ میں نافرمانی کرنا گناہ ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ جبکہ حقوق العباد میں نافرمانی کرنا گناہ بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے اور دوسری طرف جرم بھی کیونکہ بندے کا حق پورا نہیں کیا اور یہ جرم اس بندے کی معاف کرنے سے ہی معاف ہوگا جس کے حقوق میں بے وفائی کی گئی ہے۔ مثلاً ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دوسرے مسلمان کی جان کی حفاظت کی جائے لیکن اگر کوئی قتل کر دیتا ہے تو ایک طرف اس نے مقتول کے حقوق پورے نہیں کیے۔ خلاف ورزی کی ہے اور یہ اس کا جرم ہوگا۔ دوسری طرف اس قاتل نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے جو گناہ ہے۔ اب جرم کی سزا الگ ہے اور گناہ کی سزا الگ ہے جرم کی سزا معاف ہوگی اگر مقتول کے ورثاء معاف کر دیں اور گناہ کی سزا تب معاف ہوگی جب اللہ تعالیٰ سے توبہ کی جائے۔

اس موضوع "اولاد کے حقوق" کو منتخب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ والدین کے حقوق پر بہت زور دیتے ہیں اور والدین کے حقوق پر بہت سی کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ہمارے علماء اس چیز کو بھول گئے ہیں کہ اگر اولاد کے حقوق پورے کیے جائیں گے تو وہ اپنے فرائض بھی پورے کریں گے۔ جب اولاد کے حقوق پورے کیے گئے تو وہ اپنے فرائض پورے کریں گے اور یہی والدین کے حقوق ہیں۔

یہ حدیث عام مشہور ہے اور بیان بھی کی جاتی ہے کہ والدہ کے قدموں تلے جنت ہے ہاں ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر دو بچیوں کی اچھی تربیت کی جائے اور ان کے حقوق پورے کیے جائیں تو جنت بھی ملے گی اور آقا کی سنگت بھی ملے گی کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ

وَضَمَّ أَصَابِعَهُ . (۱)

جس نے دو بچیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان انگلیوں کے طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک ہے۔

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ . (۲)

تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہی ہیں۔ اور اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑا اجر ہے۔

حقوق العباد میں جتنے لوگ شامل ہیں اللہ تعالیٰ نے سوائے اولاد کے اور کسی کو بھی آزمائش اور امتحان نہیں فرمایا صرف اولاد کو ہی امتحان فرمایا گیا ہے۔ اور والدین کے لیے یہاں سے باقی لوگوں کے حقوق کی نسبت اولاد کے حقوق کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔ اس آیت کریم میں جو فرمایا گیا ہے کہ تمہارے لیے مال اور اولاد آزمائش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اجر ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر مال اور اولاد کے حقوق پورے کیے جائیں تو یہ عظیم اجر حاصل ہوگا۔ مال کے حقوق سے مراد مال کو درست جگہ پر خرچ کیا جائے اور اولاد کے حقوق کے بارے میں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔



(۱) مسلم، صحیح، کتاب البر والصلة والاداب، رقم: ۴۷۶۵

(۲) التغبین، ۶۴: ۱۵

اہمیت موضوع

اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے بنی نوع انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات (Complete code of life) دیا ہے۔ پیغمبر انقلاب حضرت محمد ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے منشور اعظم کا اعلان فرمایا تاریخ اس یادگار خطبے کو انسانی حقوق کے اولین چارٹر کے نام سے یاد کرتی ہے۔

قرآن مجید میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (۱)
اور نہ کوئی تر چیز ہے اور نہ کوئی خشک چیز مگر روشن کتاب میں سب کچھ لکھ دیا گیا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (۲)

اور ہم نے آپ پر وہ عظیم کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا بڑا واضح بیان ہے۔

عصر حاضر میں ہر دوسرا شخص پریشان نظر آتا ہے اور ان میں اکثر ایسے لوگ ہیں جو اولاد کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(۱) الانعام، ۶۰: ۵۹

(۲) النحل، ۱۶: ۸۹

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ
بِهِ أَنْ يُوْصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ
الدَّارِ (۱)

اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو اسے پختہ کرنے کے
بعد اور کاٹتے ہیں ان رشتوں کو جن کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ
انہیں جوڑا جائے اور فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یہی لوگ ہیں جن
پر لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ
الْمِيثَاقَ ۝ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ (۲)

نصیحت صرف وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ وہ جو پورا کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو اور نہیں توڑتے پختہ وعدہ کو اور جو
لوگ جوڑتے ہیں اسے جس کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جوڑا
جائے اور ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور خائف رہتے ہیں۔

یہ آیات اپنے عموم کے اعتبار سے تمام ان امور پر حاوی ہیں جن کے جوڑنے کا
اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول کریم ﷺ نے حکم دیا ہے۔ تمام آسمانی کتب اور تمام
انبیاء کرام پر ایمان لانا ملت اسلامیہ کے ساتھ ہمدردی اور اس کے لیے ایثار اور اپنے
رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سب اس میں درج ہیں لیکن اکثر علماء کی یہ رائے ہے
کہ یہ آیات قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی حسن معاملہ اور ان کی ایذاء رسانی کے
باوجود ان سے محبت و پیار پر خصوصی دلالت کرتی ہے اور اس کی اہمیت سے کوئی ہوشمند

(۱) الرعد، ۱۳: ۲۵

(۲) الرعد، ۱۳: ۱۹، ۲۰، ۲۱

انکار نہیں کر سکتا۔ اگر کسی خاندان کے افراد ہیں باہمی محبت ہوگی ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور فراخدلی کے جذبات پائے جائیں گے تو اس کے افراد رنج و غم کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے مونس و غمخوار ہوں گے اور فرحت و سرور کے لمحوں میں شریک ہو کر خاندان کی خوشیوں کو دو بالا کرنے کا موجب ہوں گے لیکن جس خاندان میں محبت کی جگہ عداوت لے لے جب ایک عزیز اپنے عزیز کا ایک بھائی اپنے بھائی کا بدخواہ بن جائے تو دماغی سازشی شروع ہو جاتی ہے۔

اس کی ذہانت کوئی مفید کام کرنے کی بجائے تخریبی منصوبے بناتی ہے اس خاندان کے وسائل اس کا سرمایہ اور اس کی قوتیں اسی خاندان کی بنیادوں کو اکھڑنے میں صرف ہو جاتی ہیں۔ بھائی بھائی کو سہارا دینے کی بجائے ایسی فرصت کی تاڑ میں رہتا ہے کہ وہ اسے ایسا دھکا دے کہ پھر وہ سنبھل نہ سکے بے دریغ روپیہ بڑی عزیز عمریں اور بڑی نادر صلاحیتیں اسی ادھیڑ بن میں برباد ہوتی ہیں۔ یہ نوبت اس وقت آتی ہے۔

جب ہم اپنے فرائض ادا نہیں کرتے اور حقوق کی جنگ لڑتے ہیں اگر ہر بندہ اپنے اپنے فرائض پورے کرے تو کسی کو حق حاصل کرنے کے لیے تگ و دو نہیں کرنی پڑے گی بلکہ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق خود ملتے جائیں گے کیونکہ جو ایک بندے پر فرائض ہوتے ہیں وہی دوسرے کے حقوق ہوتے ہیں۔

سرکار دو جہاں صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے بارے میں

ارشاد فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَأَصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلَكِنَّ الْوَأَصِلَ إِذَا أَنْ قَطَعَتْ رَحْمَهُ وَصَلَّهَا (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو صلہ رحمی کے بدلہ میں ایسا کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اگر اس سے قطع تعلقی کی جائے تو پھر بھی وہ اس کو

۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الادب، رقم، ۵۵۳۲، احمد، رقم، ۶۲۳۸

جوڑتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم
 إِنَّ مِنْ أَبْرَ الْبِرِّ صَلَاةَ الزَّجْلِ أَهْلُ وَدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ (۱)
 ابن عمر رضي الله عنهما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے ارشاد فرمایا
 کہ کسی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا سب سے بڑی
 نیکی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه تَعَلَّمُوا مِنْ أُنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ
 فِي صَلَاةِ الرَّحِمِ مَحَبَّةً فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةً فِي الْمَالِ مَتْسَاةً فِي
 الْعُمْرِ (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه سے مروی ہے کہ حضور صلى الله عليه وسلم نے ارشاد فرمایا
 اپنا شجرہ نسب سیکھا کرو تا کہ تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کر سکو
 صلہ رحمی کی وجہ سے خاندان میں محبت، مال میں زیادتی اور عمر میں طوالت
 اور ڈھیل ہے۔

مقاصد تحقیق

اولاد کے حقوق کے بارے میں قرآن مجید سے تحقیق کرنے کے درج ذیل
 مقاصد ہیں۔

- ۱- حقوق کے معنی و مفہوم واضح کرنا۔
- ۲- والدین کو اولاد کے حقوق سے روشناس کرنا۔
- ۳- والدین کو اولاد کی تربیت کرنے کی اہمیت واضح کرنا۔
- ۴- والدین کے فرائض واضح کرنا۔

۱- مسلم الصحیح، کتاب البر والادب، رقم: ۲۵۵۲

۲- ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، رقم: ۱۹۰۲

- ۵- والدین کو پریشانیوں سے بچانا۔
- ۶- عاق ناموں کا خاتمہ کرنا۔
- ۷- اولاد اور والدین کے تعلق کو واضح کرنا۔
- ۸- امت مسلمہ کو قرآن کی طرف راغب کرنا۔
- ۹- اولاد کے حقوق پورے کرنے کے فوائد واضح کرنا۔
- ۱۰- اسلام کے نظام حقوق و فرائض سے آگاہی۔
- ۱۱- یہ کہ والدین احسن طریقے سے اولاد کی تربیت کر سکیں۔
- ۱۲- تربیت یافتہ لوگوں سے اچھے معاشرے کا قیام۔



حق کا معنی و مفہوم

معنی و مفہوم:

لفظ حق اپنے استعمال کے لحاظ سے بے شمار معانی و مفاہیم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اسی وسعت کے پیش نظر اہل لغت اور ماہرین نے اس کے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔ جس سے لفظ حق کی مختلف مواقع پر استعمال ہونے اور مختلف معانی میں استعمال ہونے کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

الحق (ج) حقوق ضد الباطل يقال لحق لا آتیک (۱)
الحق سچائی، راستی، یقین انصاف۔ ثابت شدہ نصیب مال (ج) حقوق کہا جاتا ہے۔ ہو حق بکذا اوہ اس کے لائق ہے۔ (۲)

(ح ق ق) الحق : ضد الباطل والا مر المقضی و العدل والا سلام و المال و الملك و الموجود الثابت و الصدق و الموت و لحزم و واحد الحقوق۔ (۳)

والحق واحد الحقوق قال الازهری كانها اوجب اخص تقول هذه حقی وفي الحدیث انه اعطى كل ذی حق حقه ولا وصیه لوارث۔ (۴)

۱-۲۔ النجد عربی، صفحہ ۱۳۳

۳۔ قاموس المحیط، محمد بن یعقوب، صفحہ ۷۸۷

۴۔ لسان العرب، ابن منظور (ق ک) صفحہ ۶۱

الحق (حق) کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں۔ (۱)

حق (ج) حقوق۔ استحقاق ادا کرنا۔ (۲)

حق کے معنی ہیں کسی چیز کا اس طرح موجود، واقع اور ثابت ہو جانا کہ اس کے واقع ہونے یا ثابت ہونے سے اس کا انکار نہ کیا جاسکے۔ یعنی کسی چیز کا ٹھوس شکل

(Concrete form) میں سامنے آنا یا ثابت (Establish) ہو جانا۔ (۳)

حق کے لیے انگریزی میں (Right) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ

سے بھی اس کے مختلف معانی مراد لیے جاتے ہیں۔

Right: Good or Justified true or correct as a fact (4)

☆ قرآن میں لفظ حق کا استعمال:

قرآن مجید میں لفظ حق بے شمار معانی میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ ہر موقع کی مناسبت سے باریک سے باریک فرق کو واضح کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ لیکن لفظ حق ایک ہی لفظ ہونے کے باوجود کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ (۵)

الدامغانی لکھتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے۔ (۶)

بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ (۷)

۱۔ مفردات القرآن، صفحہ ۲۵۰، شیخ الحدیث فیروز پوری

۲۔ القاموس الجدید مولانا وحید الزماں، صفحہ ۳۹۵

۳۔ لغات القرآن، جلد دوم غلام احمد پرویز، صفحہ ۵۲۹

4. Oxford Advanced Learner's Dictionary P 1011

۵۔ (المومنون ۲۳: ۷۱)

۶۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)

۷۔ (ق ۵۰: ۵)

یہاں حق کا استعمال "القرآن" کے معانی میں ہوا ہے۔ (۱)
وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ (۲)

الدامغانی نے یہاں حق سے الاسلام مراد لیا ہے۔ (۳)
جبکہ زاد المسیر میں اس سے متعلق چار اقوال منقول ہیں۔
احدها:

ان الحق الاسلام (قال الصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)
ولثانی:

ان الحق القرآن
و الثالث:

ان الحق الجهاد
و الرابع:

ان الحق عبادة الله (۴)

يَوْمَئِذٍ يُوفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ
الْمُبِينُ (۵)

یہاں حق سے مراد "العدل" ہے۔ (۶)

بَلْ جَاءَ الْحَقُّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِينَ (۷)

یہاں الحق "التوحید" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۸)

وَيَسْتَبِوْءُ نَكَاحًا هُوَ قُلُوبُ إِيَّايَ وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقُّ (۹)

۱۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)

۲۔ (الاسراء ۱۷: ۸۱)

۳۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)

۴۔ (الجوزی زاد المسیر ۱۵/۵۷-۵۸)

۵۔ (النور ۲۳: ۲۵)

۶۔ (قاموس القرآن، ص ۱۳۹)

۷۔ (الصفات ۳۷: ۳۷)

۸۔ (یونس ۱۰: ۵۳)

۹۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۰)

الحق یعنی الصدق (۱)

أُولَئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (۲)

حق بمعنی وجوب (۳)

ذَلِكَ بَانَ لِلَّهِ هُوَ الْحَقُّ (۴)

الحق بعینہ الذی لیس بباطل (۵)

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ (۶)

الحق یعنی الحظ (۷)

امام قرطبی اس سلسلے میں دو قول نقل کرتے ہیں۔

قال قتاده و ابن سرین الزكاة المفروضة و قال علی بن ابی طلحة

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما "صله رحم و حمل كل"

اس کے بعد امام قرطبی لکھتے ہیں "والاول اصح" (۸)

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَالَنَا فِي بَنَاتِكُمْ مِنْ حَقِّ (۹)

الحق یعنی الحاجة (۱۰)

إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (۱۱)

قرطبی الحق کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

الحق ای من عذاب الله وقيل الحق هنا اليقين (۱۲)

۱۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۰) ۲۔ (الاحقاف، ۴۶: ۱۸)

۳۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۰) ۴۔ (الحج، ۲۲: ۶۲)

۵۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۰) ۶۔ (المعارج، ۴۰: ۲۴)

۷۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۱)

۸۔ (ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی الجامع الاحکام القرآن ۱۸/۱۸۸: ۱۸۹)

۹۔ (هود، ۱۱: ۷۹)

۱۰۔ (قاموس القرآن، ص ۱۴۱)

۱۲۔ (الجامع الاحکام القرآن، ۸/۲۱۹)

۱۱۔ (یونس، ۱۰: ۳۶)

☆ حدیث میں لفظ حق کا استعمال:

احادیث میں بھی لفظ حق کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ (۱)

ابن الاثیر نے یہاں الحق سے مراد "رویا صادقہ" لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

ای رويا صادقة ليست من اصغاث الاحلام وقيل فقد رآني

حقیقہ غیر مشبہ (۲)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ

الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ (۳)

یہاں الحق سے "مراد صدق" یعنی سچ ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ (۴)

یہاں حق سے مراد حق دار کا "حصہ" ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ (۵)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مَسْلُومٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي

فِيهِ بَيْتٌ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ (۶)

یہاں حق بمعنی وجوب استعمال ہوا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيَّ مِنْبَرِ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَانزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ

۱۔ (بخاری، اصحیح کتاب التعمیر، باب من رای النبی فی المنام ۷۹۶/۳)

۲۔ (ابن الاثیر، مبارک بن محمد، نہایہ فی غریب الحدیث والاثار، ۴۱۳)

۳۔ (ابوداؤد، سنن، کتاب الخراج والامارہ الفی، بان فی تدوین العطاء ۱۳۹/۳)

۴۔ (بخاری، اصحیح، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ۶۰۵/۱)

۵۔ (ابوداؤد، سنن، کتاب البیوع باب تضمین العاریہ، ۲۹۵/۳)

۶۔ (ابوداؤد، سنن، کتاب الصایا، باب ما یومر بہ من الوصیۃ، ۱۱۱/۳)

آیة الرَّجْمِ وَإِنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ (۱)

یہاں الحق سے مراد "الثابت" اور "الموجود" ہے۔

☆ فقہاء کے نزدیک حق کی تعریف:

مختلف فقہانے حق کی تعریف مختلف انداز میں کی ہے۔ اور الفاظ کی کمی بیشی سے مختلف مفہیم جو کہ قریب قریب ہیں سامنے آتے ہیں۔ تاہم سب نے اسے ماخذ شریعت سے ہی کیا ہے۔

عبدالرزاق لکھتے ہیں:

الحق مصلحة ذات قيمة مالمه يحميها القانون (۲)

حق وہ مالی و قیمتی مصلحت ہے جس کو قانون کی حمایت حاصل ہو۔

☆ مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف:

شیخ عبدالحلیم الکنوی:

الحق: هو الحكم الثابت شرعا

شیخ علی الخفیف:

الحق: هو مصلحة مستحقة شرعا

مصطفیٰ الزرقاء:

الحق: هو اختصاص يقرر به الشرع سلطة او تكليفاً (۳)

یعنی حق ایک خصوصی تعلق کا نام ہے جس کی وجہ شریعت کسی اختیار یا ذمہ داری کو

مقرر کرتی ہے۔

امام رازی:

الثابت الذي لا يسوغ انكاره (۴)

۱۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب الزنا ۳۲۱/۳۲۰-۳۲۰)

۲۔ (شفیق شحاتہ النظریہ لعامة الحق بحوالہ المدخل لفقہی العالم ۱۳/۳)

۳۔ (تفسیر کبیر، امام رازی، ص ۳۵۳)

۴۔ (الفقه الاسلامی وادله)

محمد صلاح الدین:

ایک وسیع الاختیار اور کثیر الوسائل ریاست کے مقابلہ میں فرد کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں انہیں ہم بنیادی انسانی حقوق Fundamental Rights کہتے ہیں۔ (۱)

مصطفیٰ شبلی لکھتے ہیں:

الحق كل مصلحة مختصة بصاحبها باقرار الشراع و اعترافه سواء كانت تلك المصلحة تتحق بها منفعة مادية اودبية (۲) حق ہر وہ مخصوص مصلحت ہے جو کسی صاحب کے لیے شریعت نے مقرر کی ہو اور اس کا اعتراف کیا ہو۔ خواہ اس حق سے کوئی مادی منفعت وابستہ ہو یا علمی۔

☆ ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک:

حقوق معاشرتی زندگی کے وہ ہیں جن کے بغیر انسان اپنی شخصیت کے مناسب اظہار اور ضروری نشوونما کے اعتبار سے اپنی بہترین صلاحیتوں کو اپنے اور دوسروں کے حوالے سے بروئے کار نہیں لاسکتا۔ دوسرے زاویہ نظر سے حقوق وہ مواقع ہیں جن کا فقدان انسان کو زندگی کی کسی جہت سے محروم کر دیتا ہے۔ (۳)

غیر مسلم مفکرین کے نزدیک حق کی تعریف

☆ لیوانن کے نزدیک:

انسانی حقوق انسانی معاشرے کے اندر کیا ہوا دعویٰ ہے جو انسان ہونے کی بناء پر تصرف میں لانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ (۴)

۱۔ (حقوق انسانی کی آڑ میں، محمد متین خالد، ص ۶۲)

۲۔ (عیسوی احمد عیسوی، المدخل الفقہی الاسلامی، ص ۱۶۵)

۱۔ (الحقوق الانسانیة فی الاسلام، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۸۳)

۲۔ (الحقوق الانسانیة فی الاسلام، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص ۸۳)

☆ گائس ایریا یجو فار:

وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کو ہر جگہ اور ہمہ وقت حاصل ہوتے ہیں اور انصاف کو

بری طرح پامال کئے بغیر کوئی بھی شخص ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ (۱)

☆ ماہرین قانون کے نزدیک حق کی تعریف:

T-H Green حق کی تعریف کرتے ہیں:

1. A right as a power claimed and recognized as contributory to common good. (2)

حق ایک ایسی متصدقہ طاقت ہے جو کہ عام اچھائی کو محیط ہوتی ہے۔

T.E. Holand کے مطابق:

2. A right is one man's capacity of influencing the acts of another, by means, not of his own struggle but of opinion or the force of society.(3)

۲- حق ایک آدمی کے دوسرے آدمی پر اثر انداز ہونے کا نام ہے۔ مختلف ذرائع

سے نہ کہ اپنی ذاتی جدوجہد بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ رویوں کی وجہ سے یا

معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے Right are merely beneficial

obligations (4)

حقوق صرف اخلاقی فرائض سے فائدہ اٹھانے کا نام ہے۔

۱۔ (حقوق انسانی کی آڑ میں۔ محمد متین خالد، صفحہ ۶۳)

2. T-H Green , principles of political obligation 110/113 - T.E Elements of Jurisprudence P.82

3. jack donnelly , the concept of human rights. p # 25

4. Jack Donnelly , The concept of human rights - P # 11

☆ بنیادی انسانی حقوق:

انسان طبعاً معاشرت پسند ہے۔ اپنی فطری صلاحیتوں کی نشوونما و ارتقاء اور ان کے عملی اظہار کے لیے وہ اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ یہ اجتماعی زندگی اور اس کے نتیجے میں نوع انسانی تک پھیلے ہوئے اس کے تعلقات اس کے حقوق و فرائض کا دائرہ کار متعین کرتے ہیں۔

تعلقات کے ان مختلف دائروں میں مختلف حیثیتوں سے اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ہی وہ کچھ متعین حقوق کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ان میں سے کچھ حقوق اخلاقی ہیں اور بعض کی حیثیت قانونی ہے۔

اجتماعی زندگی میں افراد کے آپس کے تعلقات کی بناء پر حقوق و فرائض کے دائرہ کار کے علاوہ ایک اور دائرہ فرد اور ریاست کے تعلقات کا بھی ہے۔ اس دائرے میں ریاست کے مقابلے میں فرد کو جو حقوق دیئے جاتے ہیں۔ وہ بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کہلاتے ہیں ان حقوق کو (Basic Human Rights) بنیادی انسانی حقوق اور انسانی کے پیدائش حقوق (Birth Rights of man) بھی کہتے ہیں۔ انہیں بنیادی حقوق اس لیے کہتے ہیں کہ ریاست کا کوئی بھی بازو خواہ وہ انتظامی ہو یا قانون سازان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ یہ حقوق فرد کو کسی ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ عالمگیر انسانی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کسی ریاست کے منظور کردہ یا کسی معاہدہ سے پیدا شدہ نہیں ہوتے۔ بلکہ انسان کو فطرتاً حاصل ہیں یہ غیر منفک (Inalienable) اور ناقابل تنسیخ (Irrelocable) ہیں ریاست کو ان کی تنسیخ تو کجا ان میں ترمیم تجدید یا کسی عذر کی بنا پر ان کے عارضی تعطل کا بھی اختیار نہیں۔ یہ اسلامی دستور کا طرہ امتیاز ہے جبکہ مغرب کے دساتیر میں ان کو معطل، محدود یا ترمیم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ (۱)

بنیادی انسانی حقوق سے متعلق مختلف ماہرین قانون کے نقطہ نظر کی وضاحت کے

لیے ان کی تعریف درج ذیل ہے۔
سید مظفر کے نزدیک :

The rights which serve as a base or foundation of human interests and which can not be curtailed by man made laws are called fundamental rights.

These are natural and essential rights intended for all peoples and for all times. (1)

وہ حقوق جن کو انسانی خواہشات کی بنیاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جن کو انسان کے بنائے ہوئے قوانین سے کم نہیں کیا جاسکتا۔ ان کو بنیادی حقوق کہا جاتا ہے۔ یہ خطری اور بنیادی حقوق ہوتے ہیں جن میں تمام لوگوں کا ارادہ شامل حال ہوتا ہے اور یہ تمام وقتوں کے لیے قابل عمل ہوتے ہیں۔

Gaius Ezeji for بنیادی انسانی حقوق کے بارے میں لکھتے ہیں :
انسانی بنیادی حقوق جدید نام ہے ان حقوق کا جنہیں روایتی طور پر فطری حقوق کہا جاتا ہے۔

ان کی تعریف یوں ہو سکتی ہے کہ وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کو ہر جگہ اور ہمہ وقت اس بنیاد پر حاصل رہتے ہیں کہ دوسری تمام مخلوقات کے مقابلے میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ ذی شعور ذی اخلاق ہے۔ انصاف کو بری طرح سے پامال کئے بغیر کوئی بھی انسان ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

G.E, Protection of Human rights under the law. P3

جنس جیکس بنیادی حقوق کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں :
کسی شخص کی زندگی، آزادی، ملکیت، آزادی تقریر آزادی عبادت و اجتماع اور اس

1. Syed Muzffar un Din , Human rights and obligations in
the light of quran and Hadith P : 14

طرح کے دیگر بنیادی حقوق کسی رائے شماری کے لیے پیش نہیں کئے جاسکتے۔ ان کا انحصار انتخابات کے نتائج پر ہرگز نہیں۔

Brohi, Ak. Quotation in united nations and
Human rights P:313

☆ اسلامی اور مغربی بنیادی انسانی حقوق کا موازنہ:

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور مغرب دونوں انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں مگر انسانی حقوق کے مسئلہ پر ان کا زاویہ نظر بنیادی طور پر مختلف ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد دونوں کا بنیادی نقطہ نظر ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے انسانی حقوق کا تعین انسان کے اللہ تعالیٰ سے تعلق عبودیت سے معلوم ہوتا ہے۔

جبکہ حقوق انسانی کا مغربی تصور لادینی ہے جو انسان کے بطور شہری ریاست کے تعلقات پر مبنی ہے۔

اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور مخلوق کے پاس اس کے دیئے ہوئے قانون ہیں اس طرح مخلوق اس کا نمائندہ ہے۔

جبکہ مغرب کی سیکولر جمہوری ریاستوں میں عوام کو سرچشمہ اقتدار سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں قرآن و سنت کو سپریم لاء مانا جاتا ہے۔

جبکہ مغرب میں حکمرانوں کے وضع کردہ دساتیر کو ملک کا سپریم لاء جمانا جاتا ہے۔ اسلام میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کردہ انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کو کوئی تینسٹخ نہیں کر سکتا ہے۔ جبکہ مغربی حقوق اور آزادیوں کو کسی نہ کسی عذر کی بنا پر واپس بھی لیا جاسکتا ہے۔

اسلام کے عطا کردہ حقوق عالمگیر نوعیت کے ہیں۔ جبکہ مغربی ممالک میں بنیادی حقوق کا دائرہ محدود ہے۔ عالمگیر نہیں ہے۔ اسلامی ریاست میں بنیادی حقوق حکومت کی طرف سے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ مغرب میں ان حقوق کو لوگ بڑی کشمکش کے

بعد اپنے حکمرانوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان کے پیدائشی حقوق بھی ہیں اور ریاست کے عطا کردہ بھی۔ اس اعتبار سے حقوق اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہیں۔ بلاشبہ فرد کی فلاح اور سوسائٹی کی بقا دونوں ضروری ہیں۔ اور ان کے درمیان توازن کا ہونا بھی ضروری ہے۔ مغرب کی تاریخ سے واقف لوگوں کے نزدیک انسان کے حقوق کی تاریخ یوں۔ این۔ او کے چارٹر سے شروع ہوتی ہے یا انگلستان کے میکنا کارٹا سے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اسلام نے تو انسانی حقوق کی ضمانت اس وقت دی جب دنیا اس کے تصور سے نا آشنا تھی۔

اہل مغرب کا نقطہ نظر صرف فرد اور ریاست تک محدود ہے۔ ریاست کے وسیع اختیارات کے مقابلے میں ایک شہری کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں ان کو بنیادی حقوق قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی حیثیت دفاعی (Defensive) اور حفاظتی (Protective) ہے اور ان کا بنیادی مقصد بے اختیار شہریوں کو با اختیار حکمرانوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھنا ہے۔ ان حقوق کے حوالے سے فرد اور ریاست باہم فریق نظر آتے ہیں۔ اور دستور کی حیثیت ان کے درمیان ایک سمجھوتے کی سی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس اسلام میں عام شہری اور ان کی ریاست کے حکمران باہم فریق نہیں ہوتے ان کے درمیان آپس کی رضامندی اور اتفاق رائے سے مرتب ہونے والی کوئی ایسی آئینی دستاویز بھی نہیں جس میں حسب منشاء ان حقوق و اختیارات کی حدود متعین کر لی گئی ہوں۔

قرآن و سنت کے عطا کردہ ہر اس حق کو جو ریاست کے اختیارات قانون سازی سے ماوراء ہے جو عدلیہ کے ذریعے قابل حصول ہے اور جس کے بارے میں قرآن و سنت نے ریاست کو کوئی معمولی اختیار بھی نہیں بخشا کہ اس حق کو سلب، محدود یا معطل کر سکے وہ بنیادی حقوق سے باہر نہیں رکھا جاسکتا۔

اسلامی ریاست دنیا کی عام ریاستوں کی طرح کوئی قومی (National) ریاست

نہیں ہوتی۔ اس میں حکومت کسی خاص قوم نسل یا لسانی اور علاقائی گروہ کی نہیں ہوتی بلکہ اس کا حاکم اعلیٰ اور فرمانروا خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

اس ریاست کے شہریوں کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں ایک حیثیت انسان اور دوسری حیثیت مسلم وغیرہ ہے۔ پہلی حیثیت میں ان کے درمیان کامل مساوات ہے۔ رنگ نسل، علاقے اور زبان کی ساری تفریقات بے اصل ہیں خدا کے نزدیک ان کا کوئی وزن نہیں۔

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ (۱)

اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (۲)

اللہ کی نظر میں پوری انسانی برادری ایک امت واحدہ ہے۔ اس لیے اس نے جو حقوق مقرر کیے ہیں اس میں وہ سب مساوی الحیثیت ہیں۔

جہاں تک مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مساوی الحیثیت ہونے کا تعلق ہے یہ اس لحاظ سے تو مساوی ہیں کہ ان کے درمیان انسانیت کا رشتہ مشترک ہے۔ جبکہ دوسرے کسی مذہب میں بھی غیر مذہب کے لیے کوئی حق نہیں ملتا ہے۔ یہ صرف اسلام ہے کہ جس نے غیر مسلموں کو بھی حق عطا کئے ہیں۔

قبل از ظہور اسلام اولاد کے حقوق

ایک انتہائی ظالمانہ اور سنگدلانہ رسم جوان میں مروج تھی اور جس کو باعث عزو شرف سمجھا جاتا تھا وہ وادالبنت کی رسم تھی یعنی جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی اور جب وہ چند سال کی ہو جاتی تو باپ اس کو بہترین کپڑے پہناتا مزین و آراستہ کر کے جنگل میں لے جاتا۔ اپنے ہاتھوں سے ایک گہرا گڑھا کھودتا پھر اس میں دھکا دے کر اس بچی کو پھینک دیتا اور اس میں مٹی ڈال کر اس گڑھے کو بھر دیتا۔ وہ بیچاری چیختی چلاتی رہ جاتی لیکن اس سنگدل باپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ بیٹیوں کو زندہ

درگور کرنے کی یہ قبیح رسم تقریباً عرب کے تمام قبائل میں کم و بیش رائج تھی۔ لیکن بنو تمیم میں اس کا رواج بہت زیادہ تھا۔

اس رسم کی وجوہات مختلف لوگوں نے مختلف بیان کی ہیں بنو تمیم، کندہ اور چند دوسرے قبائل تو اس وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے کہ مہاذلان کی کسی نازیبا حرکت کی وجہ سے ان کا خاندان بدنام ہو۔ المبدائی نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ بنو تمیم پر حیرہ کے بادشاہ نے ٹیکس لگایا ہوا تھا لیکن انہوں نے اس کو ادا کرنے سے انکار کر دیا حیرہ کے بادشاہ نعمان نے اپنے بھائی ریان کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک خاص فوجی دستہ بھی روانہ کیا جسے "دوسر" کہا جاتا۔ ان میں سپاہیوں کی اکثریت بکر بن وائل قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اس نے بنی تمیم پر حملہ کیا ان کے مویشیوں کو پکڑ لیا اور ان کی اولاد کو جنگی قیدی بنا کر حیرہ لے آئے بنو تمیم نے نعمان بن منذر کی خدمت میں وفد روانہ کیا تا کہ اپنے جنگی قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے اس سے مذاکرات کرے۔ نعمان نے فیصلہ کیا کہ عورتوں کے معاملہ میں ہم عورتوں کو اختیار دیتے ہیں وہ چاہیں تو اپنے سابقہ خاوندوں کے پاس لوٹ آئیں اور چاہیں تو جن سپاہیوں میں ان کو تقسیم کیا گیا ہے ان کے پاس رہیں ان میں سے ایک عورت قیس بن عاصم کی بیٹی تھی اس سے جب پوچھا گیا تو اس نے اپنے خاوند کے پاس جانے سے انکار کر دیا کہ وہ اپنے موجودہ شوہر کے پاس رہے گی اس وقت قیس بن عاصم نے نذر مانی کہ اگر اس کے ہاں اب کوئی بچی پیدا ہوئی تو وہ اس کو زمین میں زندہ درگور کر دے گا۔ اس کے ہاں بارہ تیرہ لڑکیاں پیدا ہوئیں اس نے اپنی نذر کے مطابق ان سب کو زندہ درگور کر دیا۔

اس قسم کا واقعہ بنی ربیعہ میں بھی پیش آیا اس کے سردار کی بیٹی نے اپنے باپ کے پاس آنے کی بجائے اپنے فاتح کے پاس رہنے کو پسند کیا اس طرح قبیلہ میں بھی واد البنات کا رواج جڑ پکڑ گیا وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی بیویاں یا ان کی بیٹیاں کوئی ایسی حرکت کریں جس سے ان کے خاندان کی عزت و ناموس داغدار ہو جائے اور یہ کلنگ کا ٹیکہ سارے عرب میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے کا باعث

بنے۔

یہی جذبہ غیرت تھا جس نے اس ظلم کو صحرائے عرب کے قبائل میں پذیرائی بخشی اور لوگ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو زندہ درگور کرتے اور اسے اپنے لئے فخر و مباہات کا باعث سمجھنے لگے۔

واد کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کے ہاں بچی پیدا ہوتی اور وہ اس کو زندہ رکھنا چاہتا تو وہ اسے اون یا بالوں کا بنا ہوا جبہ پہناتا۔ وہ سارا دن عرب کی چلچلاتی دھوپ اور تپتے ہوئے ریگزاروں میں اونٹ یا بکریاں چراتی۔ اس کو اچھے کپڑے پہننے کی آرام کی زندگی بسر کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جاتی اور جس بچی کو قتل کرنا چاہتا اس کو بڑے ناز و نعم سے پالا جاتا جب وہ چھ سات سال کی عمر کو پہنچتی تو اس کا باپ پہلے جنگل میں چلا جاتا وہاں ایک گہرا کنواں کھودتا واپس آ کر اپنی بیوی کو کہتا کہ بچی کو خوب آراستہ پیراستہ کرو اس کو خوشبو لگاؤ تاکہ میں اسے اس کے نہال لے جاؤں۔ اس بہانے سے وہ اسے کنوئیں کے پاس لے آتا جو صحرا کے کسی گوشہ میں اس نے کھود رکھا ہوتا۔ جب وہاں پہنچتا تو بچی کو کہتا کہ اس کنوئیں میں کیا ہے جب وہ جھک کر دیکھنے لگتی تو پیچھے سے دھکا دے کر وہ اسے اس کنوئیں میں گرادیتا اور مٹی ڈال کر کنوئیں کو زمین کے برابر کر دیتا۔

بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اگر کسی بچی کی آنکھیں نیلی ہوتیں یا اس کا رنگ سیاہ ہوتا یا اس پر برص کے سفید داغ ہوتے یا وہ لنگڑی ہوتی تو ایسی بچیوں کو بھی وہ کنواں کھود کر اس میں پھینک دیتے اور مٹی ڈال کر اس کو جیتے جی موت کے آغوش میں سلا دیا جاتا کتب تاریخ میں یہ واقع مذکور ہے کہ سوداء بنت زہرہ بن کلاب جب پیدا ہوئی تو اس کی آنکھیں نیلی اور چہرے کی رنگت سیاہ تھی اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کو کہیں گڑھا کھود کر زندہ دفن کر دے۔ وہ اسے العجون کی وادی میں لے گیا جب اس نے گڑھا کھودا اور اس کو اس میں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک ہاتف کی یہ آواز سنی لا تشد الصبیتہ و خلها البریة یعنی اس بچی کو زندہ دفن مت کرو اور اس کو کھلے

میدان میں چھوڑ دو۔ اس شخص نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی شخص نظر نہ آیا اس نے اس کو دفن کرنے کا پھر ارادہ کیا دوبارہ ہاتف کی یہی آواز سنائی دی وہ اسے لے کر اس کے باپ کے پاس آیا جو اس نے سنا تھا اسے بتایا اس کے باپ نے کہا یقیناً آئندہ چل کر اس کی بڑی شان ہوگی اس لیے اس نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا آگے چل کر وہ قریش کی کاہنہ بنی۔



قبل از پیدائش حقوق

۱- اللہ تعالیٰ سے صالح اولاد کی دعا کرنا:

اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد کے لیے دُعا کرنا انبیاء کرام کی سنت مبارکہ ہے۔

حضرت زکریا نے دعا کی

رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (۱)

میرے مولا: مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔

حضرت ابراہیم نے ان الفاظ میں دعا کی

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (۲)

اے میرے رب: صالحین میں سے مجھے ایک فرزند عطا فرما

والدین کا پہلا فرض یہ ہے کہ صالح اولاد کے لیے دعا کریں اور یہی اولاد کا پہلا حق ہے۔

جماع کرنے سے پہلے یہ دعا مانگنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (۳)

۲- الصافات، ۳۷: ۱۰۰

۱- آل عمران، ۳: ۳۸

۳- (۱)۔ بخاری ^{لصحیح}، الکتاب بد الخلق رقم، ۳۰۳۱:

۳- (۲)۔ بخاری ^{لصحیح}، الکتاب النکاح، رقم، ۴۷۶۷:

اللہ کے نام سے اے اللہ: مجھ سے شیطان کو دور رکھ اور جو تو ہمیں عطا کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔

۲- حق زندگی

بچے کی زندگی کا آغاز مرحلہ جنین سے ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مرحلے سے بچے کے لیے زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے۔ چونکہ استقرارِ حمل کے چار ماہ بعد رحمِ مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، اس وقت حمل ضائع کرنا رحمِ مادر میں بچے کو قتل کرنا ہے جو کہ قتلِ انسانی کے مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر حاملہ چاہے تو ۱۲۰ دن گزرنے سے پہلے اسقاطِ حمل کر سکتی ہے اسقاطِ حمل جب تک اُس کی تخلیق نہ ہو جائے جائز ہے۔ پھر متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ تخلیق کا عمل ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کے بعد ہوتا ہے اور تخلیق سے مراد روح پھونکنا ہے۔ (۱)

فتاویٰ عالمگیری (۱: ۳۳۵) میں ہے:

المراءة يسعها ان تعالج لاسقاط الحمل ما لم يستبين شيء من خلقه، و ذلك ما لم يتم له مائة و عشرون يوما .
 "عورت حمل گرا سکتی ہے جب تک اس کے اعضاء واضح نہ ہو جائیں اور یہ بات ۱۲۰ دن (چار ماہ) گزرنے سے پہلے ہوتی ہے۔"
 علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

"ذخیرہ میں ہے کہ اگر عورت رحم میں نطفہ پہنچنے کے بعد اس کے اخراج کا ارادہ کرے تو فقہانے کہا ہے کہ اگر اتنی مدت گزر گئی ہے جس میں روح پھونک دی جاتی ہے تو جائز نہیں۔ اس مدت سے پہلے اخراج کرانے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور حدیث کے مطابق یہ مدت چار ماہ ہے" (۲)

۱- (۱) - ابن ہمام، فتح القدير، ۳: ۲۷۴

۱- (۱) - صکنی، در المختار، ۱: ۷۶

۲- ابن عابدین شامی، رد المختار، ۵: ۳۲۹

علامہ ہکفی حنفی لکھتے ہیں:

"عورت کے لیے حمل ساقط کرانے کی کوشش کرنا مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے جائز ہے، بشرطیکہ بچہ کی صورت نہ بنی ہو اور اگر اس نے کسی دوا کے ذریعہ سے ناتمام (کچے) بچے کا اسقاط کرایا تو ماں کے عاقلہ (دودھیال) کی طرف سے بچہ کے وارثوں کو (ایک سال میں) پانچ سو درہم ادا کئے جائیں گے"۔ (۱)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

"اور اگر اسقاط کے نتیجہ میں زندہ بچہ نکلا اور پھر مر گیا تو عورت کے عاقلہ پر اس بچہ کی دیت ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی، اور اگر عورت کے عاقلہ نہ ہوں تو عورت کے مال سے ادا کی جائے گی، اور عورت پر (دو ماہ کے مسلسل) روزے فرض ہیں اور عورت اس بچہ کی وارث نہیں ہونگی"۔ (۲)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

"جب تک تخلیقی عمل (نطفہ میں اعضاء کی ساخت کا عمل) شروع نہ ہو اسقاط حمل جائز ہے۔ پھر فقہاء نے بیان کیا کہ یہ مدت چار ماہ ہے۔ اس تصریح کا یہ تقاضا ہے کہ تخلیقی عمل سے مراد روح کا پھونکا جانا ہو ورنہ یہ غلط ہے کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ تخلیقی عمل چار ماہ سے پہلے شروع ہو جاتا ہے"۔ (۳)

اگر حمل کے چار ماہ گزر گئے ہوں لیکن حمل برقرار رہنے کی وجہ سے عورت کی ہلاکت یقینی ہو جس کی ماہر ڈاکٹروں نے تصدیق کر دی ہو تو چار ماہ بعد بھی اسقاط حمل جائز ہے بلکہ عورت کی جان بچانے کے لیے ضروری ہے کیونکہ اسقاط نہ کرانے کی صورت میں بچہ اور ماں دونوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے اور پیٹ کا بچہ جس کا جاندار اور زندہ ہونا ظنی ہے اس کی نسبت ماں کی جان جو یقینی اور مشاہدہ ہے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے

۱۔ ہکفی، رد المحتار، ۵: ۳۹۷

۲۔ ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۵: ۳۷۹

۳۔ ابن ہمام، فتح القدر، ۳: ۲۷۴

صورت میں اسقاط کرانا واجب ہے۔

لہذا رحم مادر میں استقرارِ حمل جب تک ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کا نہ ہو جائے یعنی بچہ کے اندر روح پھونکے جانے سے قبل اسقاطِ حمل کرانا اگرچہ جائز ہے مگر بلا ضرورت مکروہ ہے، جب کہ چار ماہ کا حمل بطنِ مادر میں ہو جائے تو اب اسے ضائع کرنا صرف ناجائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

۳- حق وراثت:

فقہا کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ماں کے پیٹ میں موجود حمل درج ذیل دو شرائط پوری کرنے کی صورت میں وارث بن سکتا ہے:

۱- ترکہ چھوڑنے والی کی موت کے وقت بچہ ماں کے پیٹ میں موجود ہو کیونکہ وارث میت کا خلیفہ ہوتا ہے اور خلیفہ کے لیے موجود رہنا ضروری ہے۔ لہذا جب نطفہ صحیح حالت میں رحم میں پایا جائے تو اس پر زندگی کا حکم لاگو ہوگا اور وہ میت کی وراثت میں سے حصہ پائے گا۔

۲- وضع حمل کے وقت زندہ ہو کیونکہ وارث کا زندہ ہونا شرط ہے، مردہ انسان وارث نہیں بن سکتا۔ قرآن فرماتا ہے:

يُؤْصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ (۱)

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔"

پیدا ہونے والا بچہ بھی اولاد کے زمرے میں آنے کی وجہ سے میت کا وارث ٹھہرے گا اور ترکہ میں حصہ پائے گا۔

۴- حق وصیت:

جنین کے لئے ثابت شدہ حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس کے لیے وصیت کی جائے۔ فقہا کا اجماع ہے کہ جنین اگر زندہ پیدا ہو تو اُس کے لیے وصیت کیے جانے کا حق درست ثابت ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ وصیت کیے جانے کے وقت وہ ماں کے

پیٹ میں موجود ہو۔ بلکہ بعضوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر جنین وصیت کیے جانے کے وقت ماں کے پیٹ میں نہ ہو تب بھی اس کا حق وصیت درست ثابت ہوگا۔ (۱)

☆ جنین

فطرت کے ان گنت معجزوں میں کوئی چیز اتنی حیرت انگیز نہیں، کوئی بات اتنی عجیب و غریب نہیں جتنا کہ بچے کا تشکیل پانے کا عمل۔ خوردبین سے دیکھا جاسکے والا ایک ذرا سا جرثومہ خدا کی قدرت اور عورت کی ندرت سے اس کے رحم میں بڑھ کر سات پونڈ وزنی ایک چختا چلاتا بچہ بن جاتا ہے۔

اس کرشمہ قدرت کو قدیم انسان اتنا معجزہ نما خیال کرتا تھا کہ اسے مافوق الفطرت کوئی چیز سمجھتا تھا اور اب بھی بعض غیر مہذب آسٹریلوی قبیلے یہ سمجھتے ہیں کہ مادہ بچے دیوتا باہو یعنی چاند دیوتا پیدا کرتا ہے اور نرنچے بادلوں کے کارخانے میں بویا ماد دیوتا تیار کرتا ہے۔

افریقہ کے ہیت ناک جنگلوں میں بسنے والے جنگلیوں کے عقیدے کے مطابق جب جنگل کے دیوتا بچوں کی روحوں کی تخلیق کر لیتے ہیں تو انہیں درختوں سے لٹکا دیتے ہیں اور وہ ان عورتوں میں داخل ہو جاتی ہیں جو ان کے نیچے گزرتی ہیں اور پھر عورتوں میں داخل ہونے کے بعد یہ روحمیں مجسم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ اب بھی صحرائی قبیلوں کی حاملہ عورتیں بگولا آنا دیکھتی ہیں تو اپنے آپ کو کھیل سے ڈھانپ لیتی ہیں اور درخت کے پتے اپنے اوپر گرنے نہیں دیتیں۔ ان کے یقین و اعتقاد میں ہر بگولے میں کوئی آوارہ روح منڈلا رہی ہوتی ہے اور حاملہ عورت کو دیکھ کر اس میں حلول کر جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں موجود بچے ساتھ جڑواں بچے بن کر چمٹ جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ قدیم زمانے میں ہمارے غیر مہذب آباؤ اجداد بھی

(۱) ۱۔ کشکی، المیراث القارن: ۲۰۶

۲۔ ابو عیینہ، المیراث القارن: ۷۷۴

ایسے ہی عقیدے رکھتے تھے لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ حمل صرف ایک ہی طریقے سے ہو سکتا ہے یعنی جرثومہ (بیضہ) اور زجرثومہ (نطفہ) کے ملنے سے بچہ تشکیل پاتا ہے۔ بیضے ہر ماہ کی ایک شرح سے بیضہ دانیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ بیضہ داناں سفیدی مائل اور بادام کی شکل پر ہوتی ہیں اور رحم کے قریب ہوتی ہیں اور وہ عمل جس سے بیضہ اور نطفہ ملتے ہیں زرخیزی یا باروری کہلاتی ہے۔ یہی استقرار حمل ہے اور اس عمل سے رحم میں جو چیز بنتی ہے یہی جنین ہے۔ جسے میڈیکل سائنس میں (FETUS) کہتے ہیں۔ زرخیز بیضہ اس قدر چھوٹا ہوتا ہے کہ اگر حمل ٹھہرنے کے چھ ہفتے کے اندر اسقاط ہو جائے تو اسے خون اور لوتھڑوں میں پہنچانا اور علیحدہ کرنا ممکن نہیں ہوتا کیونکہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے بیضہ نظر نہیں آتا۔ حمل کی مختلف منزلوں کو مندرجہ ذیل مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے۔

- ۱- اووم (OVUM) پہلے تین ہفتے کے بیضہ کو کہتے ہیں۔
 - ۲- ایمبریو (EMBROY) تین ہفتے سے آٹھ ہفتے تک کہلاتا ہے۔
 - ۳- فیٹس (FETUS) آٹھ ہفتے سے خاتمہ حمل تک فیٹس یعنی جنین کہلاتا ہے۔
- تین ہفتے کا اووم ایک چھوٹے انگور کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے گرد ایک تھیلی ہوتی ہے اور پھر وہ جس رفتار سے نشوونما پاتا ہے اور جیسی جیسی شکل اختیار کرتا ہے اس کی تشریح و تفصیل درج ذیل ہے۔ بچے کی نشوونما ماہ بہ ماہ۔

پہلا مہینہ:

اس مہینے جنین کو اگر شروع سے لے آخر تک ناپا جائے تو یہ تقریباً ایک چوتھائی انچ لمبا ہوتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کی بنیاد بن چکی ہوتی ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کے ایک سرے پر سر بہت نمایاں ہوتا ہے۔ جس کا حجم پورے جنین کا تقریباً ایک تہائی ہوتا ہے۔ اندرون رحم بچے کی زندگی میں شروع سے آخر تک سر باقی جسم کی نسبت بہت بڑا ہوتا ہے اور یہ نسبت اس کی پیدائش تک موجود رہتی ہے۔

اس سٹیج پر وہ نلی جو آگے چل کر دل میں تبدیل ہو جاتی ہے اس وقت بن چکی ہوتی

ہے اور جسم کی دیوار پر ایک گول ابھار بناتی ہے اس ابتدائی دور میں بھی یہ ابھار باقاعدہ دھڑکتا ہے اور نہایت ہی باریک شریانوں میں خون دوڑاتا ہے۔ مستقبل کے اعضاء ہاضمہ یعنی نظام ہضم کی داغ بیل بھی اسی مہینے میں پڑ جاتی ہے۔ یہ ایک لمبی پتلی تلی ہوتی ہے جو منہ سے لے کر اسی تلی میں ایک کشادگی تک جاتی ہے جو آگے چل کر معدہ بن جاتی ہے۔

اسی مہینے موخر الذکر کے ساتھ ملی ہوئی آنتوں کا بھی آغاز دیکھا جاسکتا ہے۔ بازو اور ٹانگیں بھی چھوٹی کلیوں کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

دوسرا مہینہ:

اب جنین انسانی صورت اختیار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اب اس کا چہرہ واضح طور پر انسانی ہوتا ہے اور اس کے بازو، ٹانگیں، ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں، کہنیاں اور گھٹنے بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ایک ہولے سے انسان اپنی حقیقت کی طرف آتا ہے۔ گذشتہ چار ہفتوں سے اس کی لمبائی چار گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ اب وہ سر سے کولہوں تک ایک انچ ہوتا ہے اور اس کا وزن ایک اونس تقریباً تیسواں حصہ ہوتا ہے۔ اعضاء جنس بھی نمودار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ابھی نر اور مادہ میں امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے۔

تیسرا مہینہ:

اس مہینے میں جنین کی لمبائی تین انچ سے کچھ زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کا وزن ایک اونس ہو جاتا ہے۔ اب رحم کی موجودگی سے اس کی جنس شناخت ہو سکتی ہے۔ ہاتھ اور پیر کی انگلیوں کے ناخن باریک جھلیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مہینے کے اوائل میں جنین میں دودھ کے تمام دانوں کی کونپلیں آگ آتی ہیں اور ان کے لئے جڑے کی ہڈی میں خانے بن جاتے ہیں۔ ایک ابتدائی گردہ بھی بن جاتا ہے جو مٹانے میں تھوڑا تھوڑا پیشاب بھی بھیجتا ہے جو آبی تھیلی کے سیال میں مل جاتا ہے۔ اس وقت جنین کی حرکات شروع ہو جاتی ہیں لیکن اس قدر دھیمی اور کمزور ہوتی ہیں

کہ حاملہ انہیں محسوس نہیں کرتی۔

چوتھا مہینہ:

اب جنین سر سے پیر کی انگلیوں تک ساڑھے چھ انچ لمبا ہوتا ہے اور وزن میں چار اونس۔ جلد پر نہایت باریک رواں سے بال آگ آتے ہیں اور چند بال شاید کھوپڑی پر بھی۔ اس مہینے کے آخر میں جنین کی خفیف حرکات حاملہ کو محسوس ہونے لگتی ہے لیکن اس کا نمایاں احساس پانچویں مہینے میں ہوتا ہے۔

پانچواں مہینہ:

اس مہینے میں جنین کی لمبائی تقریباً دس انچ ہو جاتی ہے اور وزن تقریباً آٹھ اونس۔ یہی وہ زمانہ ہے جبکہ ڈاکٹر عام طور پر پہلی بار جنین کے دل کی آواز سن سکتی ہے اور حاملہ جنین کے ہلنے چلنے کو محسوس کرتی ہے۔ اگر جنین اس وقت پیدا ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ سانس لینے کی کچھ کوشش کرے۔ لیکن اس کے پھیپھڑے ابھی اتنے نہیں ہوتے کہ وہ رحم کے باہر کے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔ چنانچہ جنین چند گھنٹوں کے اندر مر جاتا ہے۔

چھٹا مہینہ:

اس مہینے میں جنین کی لمبائی بارہ انچ ہو جاتی ہے اور اس کا وزن تقریباً ڈیڑھ پونڈ۔ اب بجز جلد کے جو سرخ اور جھری دار ہوتی ہے۔ ایک چھوٹے بچے کے مشابہہ ہوتا ہے۔ جس کی جلد کے نیچے کوئی چربی نہیں ہوتی۔ لیکن اس وقت جلد پر ایک حفاظتی غلاف بنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ چربی دار پنیرسی چیز جنین کی جلد سے چمٹی ہوتی ہے اور آخر میں انچ کے آٹھویں حصے تک موٹی ہو سکتی ہے۔

اگر چھٹے مہینے میں وضع حمل ہو جائے تو جنین کے زندہ رہنے کے امکانات بہت کم

ہوتے ہیں۔

ساتواں مہینہ:

اس مہینے میں جنین لمبائی میں تقریباً پندرہ انچ ہوتا ہے اور وزن میں تقریباً ڈھائی

پونڈ۔ اگر یہ اس وقت پیدا ہو جائے تو اس کے زندہ رہنے کے کچھ امکانات ہوتے ہیں۔ یہ خیال عام ہے کہ سات مہینے کے پیدا شدہ بچے کے زندہ رہنے کے امکانات آٹھ مہینے والوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔

یہ بھی قدیم توہمات اور واہمیات میں سے ایک ہے جو قدیم یونانی طبیوں کے دو ہزار سال سے زیادہ پرانے زمانے سے چلے آ رہے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ جنین اپنی ہی کوشش سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی وہ اپنی ٹانگوں سے رحم کے بالائی حصے کو دھکیلتا ہے اور بل کھاتا ہو دنیا میں نمودار ہو جاتا ہے۔

ان کی یہ رائے تھی کہ جنین رحم سے چھٹکارہ پانے کی پہلی کوشش ساتویں مہینے میں کرتا ہے اگر وہ طاقتور ہو تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر اس کی کوشش ناکام رہے تو وہ آٹھویں مہینے دوبارہ کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس بار کامیاب ہو جائے تو پچھلی کوشش کی وجہ سے اتنا تھک چکا ہوتا ہے کہ اس کے مرجانے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ اپنی پچھلی کوشش میں کامیاب ہو جاتا۔

لیکن ہم جانتے ہیں جنین ایسی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ قدیم اطباء و حکماء کا یہ محض ایک مفروضہ تھا جس کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جنین حاملہ کے رحم کے پٹھوں کے عمل سے خارج ہوتا ہے اور یہ پرانا عقیدہ بالکل بے بنیاد ہے۔ آٹھ ماہے جنین کے زندہ رہنے کے امکانات ست ماہے کی نسبت کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔

آٹھواں مہینہ:

اس مہینے میں تقریباً ساڑھے سولہ انچ لمبا ہوتا اور تقریباً پانچ پونڈ وزنی۔ اگر ان کی اچھی دیکھ بھال کی جائے تو آٹھ ماہے بچوں کے زندہ رہنے کے کافی امکانات ہوتے ہیں۔ غالباً تین میں سے دو۔

نواں مہینہ:

اس مہینے میں جنین تقریباً پورا بچہ بن جاتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً انیس انچ اور وزن تقریباً چھ پونڈ ہو چکا ہوتا ہے۔ جیسے ایک نئی زندگی ایک نئی دنیا کا سفر کرنے کی

تیاری کر رہی ہو۔

جنین آخری دو مہینے اپنا وزن بڑھانے میں صرف کرتا ہے اور اس عرصہ میں ڈیڑھ پونڈ فی ہفتہ بڑھ جاتا ہے۔ اس وقت پیدائش کے بعد اس کے زندہ رہنے کے امکانات اتنے ہی ہوتے ہیں جتنے کہ پوری مدت پر پیدا ہونے کے بعد۔

دسواں مہینہ:

اس مہینے میں مدت پوری ہو چکتی ہے۔ اگر جنین لڑکی ہو تو اس کا وزن اوسطاً سات پونڈ اور اگر لڑکا ہو تو ساڑھے سات یا سات پونڈ ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً بیس انچ ہوتی ہے اس کی جلد اب سفید یا گلابی ہوتی ہے اور اس پر پیر نما غلاف کی موٹی تہہ ہوتی ہے۔ باریک ملائم بال جن سے اس کا جسم اس سے پہلے ڈھکا ہوتا ہے۔ اب تقریباً بالکل غائب ہو جاتے ہیں۔ انگلیوں کے ناخن مضبوط ہو چکے ہوتے ہیں اور انگلیوں کے سروں سے آگے بڑھ آئے ہوتے ہیں۔

لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کی چھاتیاں عام طور پر سخت ہوتی ہیں اور ابھری ہوئی جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہی شے جو حمل کے دوران حاملہ چھاتیوں کے بڑھنے کا باعث ہوتی ہے۔ آنول میں سے گزرتی ہے اور جنین کی چھاتیوں کی نشوونما کی محرک ہوتی ہے۔ پیدائش کے بعد ہی دنوں میں چھاتیاں پھر بیٹھ جاتی ہیں۔

(۵) حق وقف:

جنین کا مالی حقوق میں سے ثابت شدہ تیسرا حق وقف کا ہے۔ حق وراثت اور وصیت کی طرح فقہاء نے موجود اور بعد میں پیدا ہونے والی اولاد کا حق وقف بھی جائز قرار دیا ہے۔ ابن عابد شامی لکھتے ہیں:

وقد نصوا علی ان الوقف علی الاولاد الذریتہ، یتناول وجد

بعد مجی الغلتہ لاقل من ستہ اشہر لتحقق وجود فی بطن امہ

وقت مجی الغلتہ فیشارك فی الغلتہ. (۱)

۱۔ ابن عابدین شامی، رد المحتار علی در المختار، ۴: ۴۷۴

"اور فقہاء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اولاد ذریت کے لئے وقف کر دینا جائز ہے۔ اس (اولاد) میں وہ شامل ہوگا جو غلہ آنے کے کم از کم چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہو یعنی غلہ آنے کے وقت اس کا وجود ماں پیٹ میں متحقق ہو چکا تھا، سو وہ غلہ میں شریک ہوگا"

لہذا اس بناء پر اگر وقف کرنے والا فوت ہو جائے تو وقف شدہ مال جنین کو وراثت میں ملے گا۔

(۶) تاخیر اقامت حد کا حق:

جنین کے لئے مذکورہ بالا تین حقوق کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ حاملہ عورت پر وضع حمل تک حد قائم کی جائے گی نہ اس سے قصاص لیا جائے گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ آتَتْ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّانِفِ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْهُ عَلَيَّ. فَدَعَانِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا، فَقَالَ: أَحْسِنُ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَتِنِي بِهَا. ففَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَشَكَتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ لَهُ: عُمَرُ: تُصَلِّيَ عَلَيْهَا؟ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! وَقَدْ زَنْتُ فَقَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدَتْ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ تَعَالَى. (۱)

قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور بنی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور وہ بدکاری سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے حد لاگو ہونے والا فعل کیا ہے پس مجھ پر حد لگائیے۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے

۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه ۳: ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۶

اس کے سر پرست کو بلایا اور فرمایا: اسے احسن طریقے سے رکھ (بدکاری کا گناہ کرنے کے باوجود اس کے ساتھ اچھا سلوک کر کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا ہے اور اس پر شرمسار ہے)، جب وہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے گئے (تاکہ ستر نہ کھلے)، پھر حکم دیا تو اسے سنگ سار کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا: یا نبی اللہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا: آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو اور کیا تم نے اس سے بہتر توبہ دیکھی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان دے دی:-

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

جَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهَّرْنِي. وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ تَرُدُّنِي، لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدُّنِي كَمَا رَدَدْتِ مَاعِزًا، فَوَاللَّهِ، إِنِّي لِحُبْلَى. قَالَ: إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي. فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ قَالَتْ هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ. قَالَ: اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ. فَلَمَّا فَطَمْتَهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةَ خَبْزٍ، فَقَالَتْ هَذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ! قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلِ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحَفِرَ لَهَا إِلَى صَدْرِهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا، فَيَقْبَلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنْضَحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ: مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً

لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغَفِرَ لَهُ. ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَ
ذَفِنَتْ. (۱)

"قبیلہ غامد کی ایک عورت (بارگاہ رسالت مآب میں) حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے بدکاری کی ہے، مجھے پاک کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں، شاید آپ ایسے ہی لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز (بن مالک) کو لوٹایا تھا۔ خدا کی قسم! میں تو حاملہ ہوں (پس اب میرے بدکار ہونے میں کیا شک ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اگر تو نہیں لوٹنا چاہتی تو جا اور وضع حمل کے بعد آنا۔ پس اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کرنے لگی: یہ وہ بچہ جسے میں نے جنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ تو اسے دودھ چھڑا دے۔ جب اس نے بچہ کا دودھ چھڑا لیا تو بچہ کو لے کر آئی کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے

اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لئے دے دیا۔ پھر حکم دیا تو اس عورت کے لئے اس کے سینے تک ایک گڑھا کھودا گیا، پھر لوگوں کو اسے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے برا کہا تو یہ برا کہنا حضور نبی اکرم ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) قسم خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس نے تو ایسی توبہ کی ہے اگر ناجائز محصول لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) ایسی توبہ

۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه، ۳: ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۵

کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔"

۷۔ حق نفقہ:

جنین (پیدا ہونے والے بچے) کا حق نفقہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت

ہے۔

وَإِنْ كُنَّ أَوْلَاتٍ حَمَلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ
أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ (۱)

اور اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرتے رہو پھر اگر وہ
(بچے کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو تم انہیں ان کی اجرت دو۔

یہ بھی باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کا خرچ اٹھائے اگرچہ
اس کی ماں کا خرچ اس پر لازمی نہ ہو اسی طرح حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے تاکہ:
۱۔ بچہ کے نسب کا تحفظ ہو کیونکہ اگر عورت دوسری شادی کرے تو پیدا ہونے والے
بچہ کا نسب خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ طلاق یافتہ حاملہ عورت کا نام و نفقہ بھی شوہر پر صرف بچہ کی وجہ سے لازم ہوتا ہے
کیونکہ اگر عورت حاملہ نہ ہو تو اور طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین ماہ واریاں
ہیں۔



بعد از پیدائش اولاد کے حقوق

۱- حق زندگی:

اسلام سے پہلے لوگ اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ اسلام نے اس قبیح رسم کا خاتمہ کرنے کی بنیاد ڈالی اور ایسا کرنے والوں کو عبرت ناک انجام کی وعید سنائی:

۱- قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ حَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ (۱)

"واقعی ایسے لوگ برباد ہو گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم (صحیح) کے (محض) بیوقوفی سے قتل کر ڈالا اور ان (چیزوں) کو جو اللہ نے انہیں (روزی کے طور پر) بخشی تھیں اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے حرام کر ڈالا، بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت یافتہ نہ ہو سکے ۝"

بھوک اور افلاس کے خدشہ سے اولاد کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

۲- وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ قَاتِلُوهُمْ ۝ (۲)

۱- (الانعام، ۶: ۱۴۰)

۲- (الانعام، ۶: ۱۵۱)

"اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل مت کرو، ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی (دیں گے)۔"

۳۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۖ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً ۝ (۱)

"اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے" ۝
اسلام سے قبل بیٹیوں کی پیدائش نہایت برا اور قابل توہین سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس خیال باطل کا رد کیا اور بیٹیوں کی پیدائش کو باعث رحمت قرار دیا۔ قرآن حکیم ایک مقام پر روز محشر کی سختیاں اور مصائب کے بیان کے باب میں فرماتا ہے:

۴۔ وَإِذَا الْمَوْءُ دَةً سُئِلَتْ ۖ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝ (۲)

"اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا ۝ کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی ۝"

۵۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَادَّ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قَيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ) (۳)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ماں کی نافرمانی حرام کر دی ہے اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔ بحث مباحثہ کو اور زیادہ سوالات کرنے کو اور مال کو ضائع کرنے کو بھی منع کیا ہے اور برا

۱۔ (بنی اسرائیل، ۳۱:۱۷)

۱۔ (الکتوبر، ۸۱: ۹۸) ۲۔ (بخاری، الصحیح، ج ۲: ۸۲۸، رقم حدیث: ۲۲۷۷)

(۲) (مسلم، الصحیح، ج ۳: ۱۳۳۱، حدیث: ۵۹۳)

جانا ہے۔

نوزائیدہ بچے کے امراض اور مسائل:

نئے بچے کے چند ایک عام امراض سے والدین کو واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ سب سے عمدہ تدبیر تو یہ ہے کہ بچے کی دیکھ بھال کرتے ہوئے امراض کو روکا جائے۔ نوزائیدہ بچے کی چند عام بیماریاں درج ذیل ہیں۔

☆ جلد کی چھوت (SKIN INFECTION):

اگر بچے کو روانہ غسل نہ دے جائے تو اسے چھوت ہو سکتی ہے۔ سٹیفیلو کوکس جراثیم ہر جگہ جلد پر موجود ہوتے ہیں۔ ذرا سی خراش آجائے تو پسینہ اور گرد کی موجودگی میں چھوت لگ سکتی ہے۔ جلد پر گرمی دانے نکل آتے ہیں۔ بچے کو غسل دے کر کیلا مین لوشن لگاتے ہیں۔

☆ ابتدائی ہفتوں میں بچے کا چیخنا:

تقریباً تمام نوزائیدہ بچے پیدائش کے بعد ابتدائی ہفتوں میں چیختے چلاتے اور پریشان کرتے ہیں۔ ان کے ایسا کرنے کے کئی نام تو رکھے جاسکتے ہیں لیکن ان کی تشریح کرنا آسان نہیں۔ جب بچہ روتا ہے۔ پریشان کرتا ہے تو اس کے بارے میں طرح طرح کے خیال دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ کیا وہ بھوکا ہے؟ کیا وہ اپنے پیشاب سے بھیگا ہوا ہے۔ کیا وہ بیمار ہے؟ کیا اسے بد ہضمی کی شکایت تو نہیں؟ کیا وہ کسی درد سے چیخ رہا ہے؟

ان سوالوں کا جواب کوئی مشکل بات نہیں۔ یہ عام فہم کی بات ہے کہ بچہ اگر دوپہر یا شام ہونے کے وقت رونے لگے اور چپ نہ کرے تو یہی کہا جائے گا کہ اس کے پیٹ میں تکلیف ہے۔ اگر بچے کے پیٹ میں ہوا ہو تو اس کے پیٹ میں درد ہوتا ہے اور وہ روتا ہے۔ اگر بچہ جلدی جلدی اور بڑے بڑے گھونٹ لے کر دودھ پیئے تو اس کے پیٹ میں دودھ کے ہمراہ ہوا بھی چلی جاتی ہے۔ اس کیفیت سے بچے کو بچانے کا

سہل طریقہ یہ ہے کہ ایک چھاتی سے دودھ پلا کر بچہ کو اٹھا کر اپنے کندھے سے لگالیں اس طرح کہ بچے کا پیٹ ماں کے کندھے کی گولائی پر ہو۔ اب بچے کی کمر کو سہلائیں تو بچہ ڈکار لے گا اور اس طرح پیٹ میں سے ہوا خارج ہوگی اور درد دور ہو جائے گا۔

اگر لگاتار ۱۵ منٹ یا اس سے زیادہ دیر روئے اور اس کو دودھ دیئے ۲ گھنٹے سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو یا اسے تھوڑا سا دودھ پلائے دو گھنٹے گزر چکے ہوں تو اسے پھر دودھ پلائیں۔ اگر وہ اس سے مطمئن ہو کر سو جائے تو یہ اس کے رونے کا صحیح جواب ہے اور اگر اسے مناسب مقدار میں دودھ پلائے دو گھنٹے نہیں گزرے تو یہ سمجھ لینا غلط ہوگا کہ بچے کو بھوک نہیں لگی۔ اس کے رونے کا کچھ اور سبب ہے۔

عام طور پر بچہ جتنا زیادہ دودھ ماں کی چھاتی سے پیتا ہے اس سے زیادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ ماں کی چھاتی میں موجود سارے کا سارا پی کر اسے خالی کر دے گا تو اس میں پہلے سے زیادہ مقدار میں دودھ پیدا ہوگا۔ ہاں اگر ماں تھکی ہوئی ہو اور متفکر ہو تو کبھی کبھار اس کی چھاتیوں میں دودھ کم ہو جایا کرتا ہے۔

اگر بچہ اچھی طرح دودھ پی لینے کے بعد دو گھنٹے کا عرصہ گزرنے سے پہلے رونے لگے تو اسے ۱۵-۲۰ منٹ مزید رونے دینا چاہیے۔ اس کے منہ میں ڈمی یعنی چوسنے کا نیل دے دینا چاہیے۔ ایسا کرنے سے اگر وہ سو جائے تو بہت ٹھیک ہے لیکن اگر وہ اور زیادہ رونے لگے تو اسے تھوڑا سا دودھ پلا دینے میں کوئی ہرج نہیں۔

ابتدائی مہینوں میں بچوں کو سردی لگ جاتا ہے، نزلہ، زکام ہو جاتا ہے۔ آنتوں میں تکلیف ہو جاتی ہے جس کا اندازہ ان کے کھانسنے، ناک بننے اور ان کی آنتوں کی حرکات سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ابتدائی مہینوں میں متعدی امراض بچوں کو کم ہی لگتے ہیں۔ اگر آپ کا بچہ صرف روہی نہیں رہا بلکہ اس کی رنگت اور شکل و صورت میں بھی نمایاں فرق نظر آتا ہے تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

اگر بچہ پاخانہ یا پیشاب کر کے گیلا ہو جائے تو بہت کم بچے بے آرامی یا بے چینی محسوس کیا کرتے ہیں۔ ورنہ اکثر بچے تو اسی حالت میں مگن پڑے رہتے ہیں۔ بہر حال

ان کی یہ عادت بدلی جاسکتی ہے۔ لنگوٹ اگر گیلا ہو تو اتار کر خشک لنگوٹ پہنا دیں۔
 بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لنگوٹ کی پن بچے کو چبھتے ہوئے تکلیف پہنچاتی
 ہے اور وہ روتا ہے۔ مگر ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے بہر حال بچے کا لنگوٹ یعنی پن وغیرہ کو
 اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے۔

اگر بچہ بد ہضمی کا شکار ہو تو اس کا پاخانہ دہی کی مانند ہوگا اور اس کی رنگت ہری
 ہوگی۔ بد ہضمی سے بھی بچے کے پیٹ میں تکلیف ہو جاتی ہے اور وہ روتا ہے۔ اگر آپ
 اپنے بچے کے ہاضمے میں کوئی نقص دیکھیں تو اسے ڈاکٹر کو دکھائیں۔

☆ الثیاء آنا:

عام طور پر بچے دودھ جلدی اور تیزی سے پیتے ہیں اور جب دودھ پی چکتے ہیں تو
 کچھ دودھ منہ کے ذریعے باہر آ جاتا ہے۔ یہ کوئی خطرے کی علامت نہیں۔ جب ماں اپنا
 دودھ پلائے تو نپل کو اپنی دونوں انگلیوں سے اس طرح تھامے کہ دودھ کا بہاؤ کنٹرول
 کر سکے اور دودھ پلا کر کندھے سے لگا کر ڈکار بھی دلائے۔

اگر واقعی صحیح معنوں میں الثیاء آرہی ہوں اور بچہ پیا ہوا دودھ اگل رہا ہو تو اس
 طرف توجہ دینا چاہیے۔ اس سے خطرناک حالت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دودھ
 معدہ سے آگے آنتوں میں نہ جا رہا ہو۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔
 کئی بچوں میں ابتدائی ہفتوں اور مہینوں میں الثیاء کرنے کا رجحان بہت زیادہ
 ہوتا ہے اور جوں جوں وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ یہ رجحان ان میں کم ہوتا جاتا ہے۔
 بعض بچے تو جب خود بخود بیٹھنا شروع کر دیتے ہیں تو یہ شکایت دور ہو جاتی ہے۔ دانت
 نکلنے کے زمانے میں بھی یہ شکایت بچوں کو ہو جاتی ہے۔

☆ مقعد اور چوڑوں کی سوزش:

پاخانہ کے بعد اگر بچے کو اچھی طرح صاف نہ کیا جائے تو پاخانہ جسم سے لگا رہنے
 سے خارش پیدا ہو جاتی ہے جو سوزش پیدا کرتی ہے۔ پیشاب سے گیلا لنگوٹ بھی مسلسل
 بندھا رہنے سے بچے کی جلد کو نقصان پہنچتا ہے۔ مقعد اور چوڑوں میں سوزش ہو جاتی

ہے۔ ویسے بھی لنگوٹ نرم کپڑے کے ہونے چاہیں تاکہ بچے کی جلد کو خراش نہ آئے۔ پاخانہ کے بعد بچے کے جسم کو اچھی طرح صاف کر دینا چاہیے۔ اگر چوڑا سرخ ہو جائیں اور سوزش ہو جائے تو پانی سے دھونے کے بعد زیتون کا تیل یا ویسلین لگاتے ہیں۔ لنگوٹ اتار دیتے ہیں۔ اگر سوزش زور پکڑ جائے تو ہو سکتا ہے اس کے باعث فنگس کی چھوت ہو۔ اس میں بچے کو الٹا لٹاتے ہیں۔ اس شکایت میں ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

☆ تیندوا (TONGUETIE):

اگر زبان کی نوک نیچے منہ سے جڑی ہوئی ہو تو بچے کو دودھ پینے میں دقت پیش آتی ہے۔ یہ بندھن بچے کے آسانی سے دودھ پینے میں مزاحمت ہوتا ہے اور تیندوے والے بچے بڑے ہو کر ٹھیک طرح بول بھی نہیں سکتے۔ اس کا علاج آپریشن ہے۔ جہاں زبان جڑی ہو وہاں سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

☆ دستوں کی بیماری:

جو بچے ابتداء ہی سے ماں کا دودھ پیتے ہیں اس تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ تکلیف پیدائش سے کچھ دن بعد شروع ہوتی ہے۔ گندا دودھ اور گندا ماحول بھی اس کا باعث ہو سکتا ہے۔ یہ بیماری عام طور پر ایکولائی (ECOLI) کی چھوت سے ہوتی ہے۔ وائرس بھی یہ مرض پھیلاتے ہیں۔ دست لگ جانے سے بچے میں پانی اور نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے۔ بچہ بے جان سا ہو جاتا ہے۔ فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے۔

☆ قبض:

نوزائیدہ بچوں کو قبض بھی ہو جایا کرتی ہے جس کا علاج ہمارے یہاں مائیں خود ہی کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ صابن، کڑوے تیل یا ویسلین کی بتی ننھے کی مقعد میں چڑھا دیتی ہے جس سے بچے کو اجابت ہو جاتی ہے۔ عرق سونف اور عرق گلاب بھی پلاتی ہیں۔ بہر حال بچے کی قبض کی صورت میں ڈاکٹر سے بھی مشورہ کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں۔ انہیں عام طور پر قبض نہیں ہوتی اور یہ بھی یاد رہے کہ چاہے ۲۴ گھنٹے میں بچہ ایک اجابت کرے اگر اسے زور نہ لگانا پڑے اور پاخانہ سخت ہونے کی بجائے نرم ہو تو کوئی نقصان نہیں۔

☆ یرقان:

کئی نوزائیدہ بچوں میں تیسرے یا چوتھے دن یرقان ہو جاتا ہے۔ ان کا چہرہ اور آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں۔ یہ عام قسم کا طبعی یرقان ہے۔ عام طور پر بے ضرور ہوتا ہے۔ اگر بچے کے جگر کا فعل درست نہ ہو تو خون میں ایک جزیلی روہین کی زیادتی سے زردی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ شکایت ماں کے دودھ سے بھی تین چار دن میں دور ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر سے بھی مشورہ کریں۔

☆ سرخ دانے:

بہت سے بچوں کی جلد ابتدائی مہینوں میں بڑی نازک اور حساس ہوتی ہے۔ پیشاب کرنے سے لنگوٹ بھیگ جاتا ہے تو پیشاب کی تیزابیت سے بچوں کی جلد متاثر ہوتی ہے۔ ان کی کمر، چوڑوں اور چپٹوں میں چھوٹے چھوٹے سرخ دانے نکل آتے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں چھوٹے بچوں کے چہرے اور جسم پر چھوٹے چھوٹے سرخ دانے بھی نکل آتے ہیں۔ چند دنوں میں جن کے منہ پک کر سفید ہو جاتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ دودھ چوسنے سے بچوں کے ہونٹوں کے اوپر یا نیچے ابتدائی ہفتوں میں آبلے پڑ جاتے ہیں۔ جن کا علاج کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ گرمی دانوں پر پاؤڈر چھڑکنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆ بچے کی چھاتیاں پھول جانا:

بعض لڑکے لڑکیوں کی چھاتی پیدائش کے بعد پھولی ہوئی اور سرخ نظر آتی ہے۔ یہ کیفیت ماں کے ہارمون ایسٹروجن کے پیدائش کے بعد نہ ملنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔ پھولی ہوئی چھاتی کو دبانے یا ملنے کی ضرورت نہیں ہوتی چند دنوں میں یہ سوزش خود

بخوڑھیک ہو جاتی ہے۔ یہ سوزش بچے میں کچھ غدودی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔

☆ منہ پیک جانا (THRUSH):

بچے کے منہ میں سفید چھالا سا نظر آتا ہے۔ تالو اور زبان پر چھالے نظر آتے ہیں۔ سفید دھبوں کی درمیانی جگہ سرخ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ ایک فنگس یعنی پھپھوندی ہے جو ماں کی اندام نہانی میں ہوتی ہے جسے ایلسی کین کہتے ہیں۔ اس کی علامات بچے میں چوتھے دن ظاہر ہوتی ہیں۔ سفید دھبوں کو صاف کرنے سے نیچے سے زخم ظاہر ہوتا ہے۔ جس پر ڈیکاڈن پینٹ (DEQUADIN PAINT) یا نیسٹاٹین (NYSTATIN) سولیوشن لگاتے ہیں۔ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیے۔ غذات کرنے سے یہ مرض سانس کی نالیوں اور آنتوں میں بھی پھیل جاتا ہے۔ یہ مرض عام طور پر دبے پتلے کمزور بچوں میں دیکھنے میں آیا ہے۔

☆ سانس کی شکایتیں:

بچے بڑی آسانی سے چھینکتے ہیں۔ بچے کے چھینکنے سے عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے زکام ہو گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ چھینکنے کے ساتھ جب تک اس کی ناک نہ بہے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسے زکام ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ ناک میں اڑی کوئی رطوبت یا گرد بھی ہو سکتی ہے جو اڑ کر بچے کی ناک میں گولی سی بن گئی ہو۔

☆ دھیما سانس:

والدین یہ دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں کہ بچہ دھیما سانس لے رہا ہے یا وہ نیند میں خراٹے مارتا ہے۔ یہ دونوں طبعی حالتیں ہیں۔ والدین کو پریشان نہ ہونا چاہیے۔ کئی بچے روتے ہوئے ایک دم سانس لیتے ہیں جیسے سانس نہیں لے رہے۔۔ نیلے پیلے پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔ بظاہر یہ کوئی خطرے والی بات نہیں۔ ایسی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ والدین بچے کو گود میں لے کر جھولے کی طرح جھلاتے ہیں۔

ایسا کرنے سے بچہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔

☆ آنکھ کی تکلیف:

بچہ کی آنکھ میں سوزش ہون جاتی ہے جو گونو کوس (GONOCOCCUS) کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ تکلیف بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اس تکلیف میں پنسلین استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ کئی بچوں کو پنسلین موافق نہیں آتی۔ اس لئے محتاط رہنا چاہیے۔ ڈاکٹر سے مشورہ کریں۔

روزمرہ دیکھ بھال

☆ صفائی:

کامل صفائی اور پاکیزگی جہاں ایمان کا حصہ ہے وہاں اچھی صحت کا لازمی جزو ہے۔ کسی بھی قسم کی گندگی جراثیم کی افزائش کا سبب بنتی ہے۔ جس سے بچوں کو کئی طرح کی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیے کہ بچوں کی جلد بہت نرم و نازک ہوتی ہے اور ان کے جسم کے اندر بیماریوں سے مدافعت یا بچاؤ کی قوت اور صلاحیت بہت کم ہوتی ہے اس لئے معمولی اقسام کے جراثیم بھی شدید امراض میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ جسم اور لباس کی صفائی کے ساتھ ساتھ بچے کے گرد و پیش کا ماحول بھی نہایت صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

☆ نیند:

نومولود بچوں کو زیادہ تر سوئے رہنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا ہوتا۔ وہ بچے جنہیں ضروری غذا میسر ہو، اور جو کسی عارضے میں مبتلا نہ ہوں غذا کے درمیانی وقفوں میں صرف سونا پسند کرتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض بچے بغیر کسی عارضے یا وجہ کے جاگتے بھی رہتے ہیں۔ صورت حال کچھ بھی ہو، بہتر طریقہ یہی ہے کہ بچے کو اپنی مرضی کے مطابق سونے یا جاگنے دیا جائے اور اس پر اوقات کی پابندی لازم نہ کی جائے، پھر

بھی عادت بنانے کی خاطر بچوں کو اوقات غذا کی درمیانی وقفوں میں سلانے کی کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسی صورت میں بچے عموماً اپنی غذا کے اوقات میں بیدار ہو جاتے ہیں۔ ایک سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے زیادہ تر بچے تمام رات سونے کے عادی ہو جاتے ہیں اور دن میں بھی ایک یا دو مرتبہ سو لیتے ہیں۔ بعد کے سالوں میں دن کے سونے کی عادت عموماً ختم ہو جاتی ہے۔

یہاں یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض بچے پیٹ کے بل یا گھٹنوں کے بل سونا پسند کرتے ہیں۔ اس میں کوئی اندیشہ ہے نہ خرابی پھر بھی اس انداز کو وقتاً فوقتاً بدلنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

سوتے ہوئے بچے کو تیز روشنی اور شور سے بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔

☆ حرکات و سکنات :

بچے کے لئے بازوؤں اور ٹانگوں کو ہلاتے رہنا ایک ضروری اور صحت مند عمل ہے۔ کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہونی چاہیے جس سے بازوؤں اور ٹانگوں کی آزادانہ حرکات میں رکاوٹ پیدا ہو۔ اسے کپڑوں اور چادروں میں اس حد تک نہ لپیٹنا چاہیے کہ وہ ہلنے چلنے سے ہی رہ جائیں اور جلد پر گرمی سے دانے نکل آئیں۔

ساتویں سے دسویں ماہ کے دوران بچے گھسٹنا (Crawling) شروع کرتے ہیں اس کے لئے انہیں پورے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ ان کے عضلات یا پٹھے اس قابل ہو سکیں کہ وہ بعد میں پاؤں پر کھڑے ہوں اور چلنے کی کوشش کریں۔

☆ ہوا اور دھوپ :

بچے کمروں کے باہر کھلی فضا کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ موسمی حالات کے مطابق بچوں کی کھلی فضا تازہ ہوا اور دھوپ سے لطف اندوز ہونے کا پورا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ اس طرح ایک تو ان کی عام صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے دوسرے دھوپ کی وجہ سے ان کے جسم میں حیاتین د (وٹامن ڈی) پیدا ہوتا ہے۔ جو ہڈیوں کی نشوونما کے لئے بے حد ضروری ہے۔

☆ غسل:

۱- نومولود کے لئے پہلا غسل پہلے ہفتے کے آخری ایام میں دینا بہتر ہے اور اس کے بعد ہر روز غسل دینا صحت مند نومولود کے لئے ضروری ہے۔

۲- غسل کے لیے گیلا تولیہ یا اسفنج استعمال کرنا موزوں ہے۔

۳- ابتدائی ایام میں غسل کا مناسب وقت صبح کا دودھ پلانے سے پہلے ہے۔ جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا جائے غسل کے لئے سہ پہر کا وقت بھی رکھا جاسکتا ہے۔

۴- موسم کوئی بھی ہو بچے کو غسل ایسی جگہ دیا جائے جو مناسب حد تک گرم ہو اور اس میں کھلی ہوانہ آرہی ہو۔

۵- غسل شروع کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ اور ناخن صابن کے ساتھ اچھی طرح دھونے چاہیں۔

۶- غسل کے دوران بچے کے بیرونی اعضائے تناسل اچھی طرح صاف کئے جائیں۔ جسم سے تمام گندگی نہایت احتیاط اور توجہ سے صاف کی جائے۔ ختنے اور ناف کے زخموں کو گیلا ہونے سے مکمل طور پر بچایا جائے۔ آنکھیں ناک، منہ اور کان پوری احتیاط سے صاف اور خشک کئے جائیں۔ ابتدائی تین ماہ تک بچے کے منہ پر صابن استعمال نہ کیا جائے۔

۷- غسل کے لئے ہمیشہ (ہر موسم میں) نیم گرم پانی اور بے بی صابن استعمال کیا جائے۔

۸- غسل کے بعد بے بی لوشن اور بے بی پاؤڈر کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔ خاص طور پر جلد کی سلوٹوں اور رگڑ کھانے والے حصوں پر پاؤڈر لگانا ضروری ہے۔

۹- غسل کے ضمن میں مائیں دو قسم کی شکایت کرتی ہیں:

i. بچے کو جب بھی غسل دیتے ہیں اس کو "سردی" لگ جاتی ہے۔

ii. بچے کو کئی کئی دن نہلاتے بھی نہیں پھر بھی نہ جانے اس کو سردی کیوں لگ جاتی ہے۔

i پہلی صورت میں "سردی" لگ جانے کی وجہ یہ ہے کہ بچے کو غسل غلط طریقے سے دیا جاتا ہے مثلاً ایسے غسل خانے میں نہلاتے ہیں جو بہت سرد ہوتا ہے۔ اس سرد غسل خانے میں گرم پانی سے نہلانے سے جسم گرم پانی سے اتنا اثر پذیر نہیں ہوتا جتنا غسل خانے کی سرد فضا سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ غسل خانے کو پہلے سے گرم کر لیا جائے تب بچے کو وہاں نہلانے کے لئے لایا جائے۔ اس کا لباس بھی وہیں اتارا جائے اور نہلانے کے بعد دوسرا لباس بھی وہیں پہنایا جائے۔ مزید یہ کہ غسل خانہ بند ہونا چاہیے۔ تاکہ باہر سے سرد ہوا کی لہریں اندر نہ آسکیں۔

علاوہ ازیں بعض اوقات بچے کو کھلی دھوپ میں نہلاتے ہیں جہاں ہوا کی لہریں گیلے جسم کو فوری طور پر ٹھنڈا کر دیتی ہیں۔ کھلی دھوپ میں بچوں کو ہرگز نہلانا نہیں چاہیے۔

ii. دوسری صورت میں "سردی" لگ جانے کی وجہ وہ گندگی ہے جو کئی کئی دن غسل نہ دینے کی وجہ سے بچے کے جسم کے ساتھ رہتی ہے اور جراثیم کی پرورش اور افزائش کا سبب بنتی ہے۔

مندرجہ بالا دونوں صورتیں غلط ہیں۔ ضروری ہے کہ غسل کے ضمن میں جو ہدایات اوپر بیان ہو چکی ہیں انہیں غور سے پڑھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے تو بچے ہر لحاظ سے محفوظ رہتے ہیں اور روزانہ کا غسل ان کی اچھی صحت کا ضامن بن جاتا ہے۔

☆ لباس:

لباس کے ضمن میں زیادہ تفصیلات کی ضرورت نہیں صاف ستھرا ہوا موسم کی مناسبت سے جسم کو قدرے گرم رکھنے والا ہو۔ گیلے کپڑے فوراً تبدیل کئے جائیں ریشمی یا نائیلون قسم کے کپڑوں سے پرہیز کیا جائے۔

☆ اپنے بچے کو صحت مند رکھئے:

بچے کی صحت مندی کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ مہینے میں ایک بار اپنے

ڈاکٹر سے اس کا معائنہ کراتے رہیں۔ کسی قسم کا کوئی مسئلہ یا عارضہ پیدا ہو تو فوراً اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

جہاں تک ممکن ہو بچے کو پرہجوم مقامات پر لے جانے سے گریز کریں۔ ان لوگوں سے خصوصاً دور رکھیں جنہیں زکام، نزلہ یا کوئی اور متعدی مرض لاحق ہو۔ اسی طرح دوسرے چھوٹے بچوں کو نومولود کے بہت قریب رہنے سے بچائیں۔ تمام ملاقاتیوں کو بچے کا منہ چومنے سے باز رکھیں کیونکہ اس طرح خطرناک جراثیم بچے کو منتقل ہو سکتے ہیں۔

- ☆ بچے اور اس کے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں۔
- ☆ بچے کو ہر روز نہلانا اس کی صفائی اور صحت کا ضامن ہے۔
- ☆ نائیلون یا ریشمی کپڑے بچے کو مت پہنائیں۔
- ☆ چسپی کی ہرگز عادت نہ ڈالیں یہ بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔
- ☆ اپنے بچے کو مریضوں سے دور رکھیں۔
- ☆ ہر کسی کو بچے کا منہ چومنے کی اجازت نہ دیں۔
- ☆ اس سے بڑوں کی بیماریاں بچوں کو منتقل ہو سکتی ہے۔

۲۔ اولاد کو گھٹی دینے کا حق

عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ
رَأَانَا مِتْمٌ فَاتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدَتْهُ بِقُبَاءَ ثُمَّ أَتَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي
فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ
بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ فِي
الإِسْلَامِ. (۱)

ترجمہ: حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

(۱)۔ (۱) (ترمذی، الجامع، باب الناقب، رقم حدیث: ۳۶۱۹)

حاملہ تھیں مکہ میں۔ پس میں سفر پر روانی ہوئی اور میں قریب الحمل تھی۔ پس میں مدینہ آئی اور وادی قبا میں پڑاؤ کیا۔ پس میں حضرت عبد اللہ بن زبیر کو وادی قبا میں جنم دیا۔ پھر میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ پس آپ ﷺ نے انہیں اپنی گود میں رکھا۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور منگوائی۔ پھر اس کو چبایا اور پھر حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔ پس حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں جو پہلی چیز داخل ہوئی وہ حضور نبی اکرم ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں کھجور کھلوائی۔ پھر ان کے لئے دعا کی اور برکت کی دعا بھی دی۔ پس آپ رضی اللہ عنہ پہلے بچے تھے جو اعلان اسلام کے بعد پیدا ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے تعامل کو بیان فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَدْعُو لَهُم بِالْبُرْكَاتِ زَادَ
يُوسُفُ وَيُحْنِكُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بِالْبُرْكَاتِ . (۱)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے نومولودوں کو رسول ﷺ کی خدمت میں لاتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعائے برکت فرماتے اور انہیں گھٹی دیتے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے: فَيَبْرِكُ عَلَيْهِمْ وَيُحْنِكُهُمْ (۲)

۳۔ حق عقیقہ:

ساتویں دن اس کے سر کے بال منڈوائے، ان کے ہم وزن چاندی یا اس کی

(۱)۔ (احمد بن حنبل، مسند، رقم حدیث: ۲۳۴۷۸)

(۱)۔ (ابوداؤد، سنن، الکتاب الادب، رقم: ۴۴۲)

(۲)۔ (مسلم، الصحیح، الکتاب الطہارۃ، رقم: ۴۳۰)

قیمت صدقہ کرے اور اس کا نام رکھے (نام پہلے بھی رکھا جاسکتا ہے) ساتویں دن ہی وگرنہ جب مقدور ہو عقیقہ کرے بچہ ہو تو دو بکرے اور بچی ہو تو ایک بکری ذبح کر کے صدقہ کرے، عقیقہ کرنا نبی مکرم نور مجسم ﷺ کی سنت و متابعت ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغُلَامُ مَرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمَّى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ . (۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچہ اپنے عقیقہ کا رہن ہوتا ہے۔ جو ساتویں روز اس کی طرف سے (اس کی رہائی کے لئے) ذبح کیا جائے اور بچہ کا نام رکھا جائے اس کا سر منڈوا یا جائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے بذات خود ان کا عقیقہ کیا اور حضرت فاطمہؑ سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ احْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزِينَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً . (۲)

اے فاطمہ اس کا سر منڈواؤ اور بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرو۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمَّى فِيهِ وَ يُحْلَقُ رَأْسُهُ" (۳)

ہر بچہ اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی رکھا ہوا ہے ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اسی کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو موٹا دیا جائے۔

عقیقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے کی طرف سے خدا کے شکر یہ میں ذبح

(۱)۔ (۱)۔ (ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی عن رسول اللہ، رقم: ۱۴۴۲)

۲۔ نسائی، سنن، الکتاب العقیقہ، رقم: ۴۱۴۹

۳۔ ابوداؤد، سنن، الکتاب الضحایا، رقم: ۲۴۵۵

(۲)۔ (۲)۔ (ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی عن رسول اللہ، رقم: ۱۴۳۹)

(۳)۔ (۳)۔ (نسائی، سنن، الکتاب العقیقہ، رقم: ۴۱۴۹)

کیا جاتا ہے لڑکے کی جانب سے دو جانور خواہ بکری دونوں ہوں یا دونوں بکرے ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عَنِ الْغَلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً . (۱)
لڑکے کی طرف سے عقیقہ میں دو بکری اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی جائے۔

لہذا بچے کے بال منڈوا کر چاندی کے برابر وزن کر کے خیرات کرنا مسنون ہے۔ اور سر کے منڈانے کے بعد سر پر زعفران کا ملنا بھی سنت ہے۔ اگر کسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہیں ہو سکا تو چودھویں یا اکیسویں تاریخ جب ممکن ہو کر دینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الْعَقِيْقَةُ تُذْبَحُ بِسَبْعٍ وَلَا رُبْعٍ وَلَا أَحْدَى عَشْرِينَ . (۲)
عقیقہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں روز ذبح کیا جائے اور عقیقہ میں بکری ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بھیڑ، دنبہ، اونٹ، گائے بیل بھیئس کا بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
يَعْقُ عَنْهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ . (۳)
اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ ہو سکتا ہے۔

اور عقیقہ کے جانور میں قربانی کی شرطیں ضروری نہیں ہیں۔ اور اگر بچپن میں کسی کا عقیقہ نہیں ہوا ہے تو جوانی میں بھی اپنی طرف سے اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اپنا عقیقہ کیا تھا۔ اور عقیقہ ذبح کرتے وقت قربانی والی دعا پڑھو اور آخر میں یہ پڑھو۔

(۱)۔ ترمذی، سنن، الکتاب الاضاحی، رقم: ۱۴۳۳

(۲)۔ بیہقی، نیل الاوطار

(۳)۔ نیل الاوطار

اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ (فلاں کی جگہ بچہ کا نام لو) بِسْمِ اللّٰهِ
اللّٰهُ اَكْبَرُ .

اے اللہ تیری طرف اور تیری رضا مندی کے لئے فلاں بچے کی طرف سے
بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہوں

اور عقیقہ کے گوشت کی طرح ماں باپ وغیرہ بھی کھا سکتے ہیں اور عقیقہ کے دن
بچے کا کوئی اسلامی اچھا سا نام رکھو۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے بلائے جاؤ گے۔
اس لئے تم اچھا سا نام رکھو اور فرمایا۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نام اللہ کے نزدیک عبد
اللہ، عبد الرحمن ہے۔ اگر کسی کا اچھا نام نہیں ہے تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیے۔
عقیقہ میں بھی مذکورہ بالا کام مسنون ہے لیکن بعض جگہ اس عقیقہ میں بھی ناجائز رسمیں ادا
کی جاتی ہیں۔ نمونے کے طور پر چند خراب رسمیں لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ ان کو معلوم کر کے
چھوڑنے اور چھڑانے کی کوشش کرو۔

☆ عقیقہ کی بعض رسموں کا بیان:

- ۱- بعض جگہ یہ رواج ہے کہ جب نائی بچے کا مونڈن کرنے کے لئے سر پر استرہ رکھتا
ہے تو اسی وقت عقیقہ کا جانور ذبح کیا جاتا ہے اور ایسا کرنے کو ضروری سمجھا جاتا
ہے اس طرح کرنے کا ثبوت شریعت سے نہیں ہے بلکہ ایک لغو حرکت ہے۔
- ۲- بعض جگہ عقیقہ کے دن رشتے اور برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بلکہ باقاعدہ
دعوت دے کر بلایا جاتا ہے ہے اور سر مونڈنے کے بعد پیالے میں یا سوپ میں
کچھ نقدی وغیرہ ڈالتے ہیں اور یہ نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ فرض کے طور پر ادا
کیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک رسم بد ہے۔
- ۳- بعض جگہ یہ رواج ہے کہ عقیقہ کی سری نائی اور ران دائی کو دنیا ضروری سمجھا جاتا
ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں چاہے دو چاہے نہ دو۔ یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے رسم

ورواج پر دینا جائز نہیں۔

۴۔ بعض لوگ عقیقے کی ہڈیوں کو توڑنا برا سمجھتے ہیں اور اس سے شگون بد مراد لیتے ہیں یہ شگون مشرکانہ ہے۔

۵۔ بعض جگہ بچے کے دانت نکلنے کے وقت چنے کی گھونگھیاں تقسیم کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں یہ بھی رسم بد ہے۔

۶۔ بعض جگہ دودھ چھڑانے کے وقت بہت سی غلط رسمیں ادا کی جاتی ہے۔

۷۔ بعض جگہ سال گرہ کی رسم ادا کی جاتی ہیں اور اس موقع پر دعوت وغیرہ دی جاتی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں اور مختلف مقامات میں مختلف رسمیں خلاف شرع ادا کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسم بد سے بچائے اور شریعت کے مطابق کام کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

۴۔ حق ختنہ

اولاد کا ختنہ کرانا فطرت الہی اور انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی پیروی ہے۔ ساتویں روز جب سر کے بال موٹے جارہے ہوں ساتھ ہی ختنہ بھی کرادیا جائے شیر خوارگی کی حالت میں ختنہ کرادینا حیا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ متاثرہ مقام بڑی آسانی سے مندمل ہو جاتا ہے۔ کتب طب میں ہے کہ سات روز تک بچہ کی جلد اتنی قلیل الحس ہوتی ہے کہ بچہ کو درد کا احساس نہیں ہوتا۔ نیز میرے خیال میں یہ نبی اکرم ﷺ کے درج ذیل ارشاد مقدس کی تعمیل بھی ہے حضرت سلمان بن عامر کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَآهْرُ يَقُوْا عَنْهُ دَمًا وَآمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذَى (۱)

(۱)۔ ۱۔ بخاری، صحیح، کتاب العقیقہ، رقم: ۵۰۴۹

۲۔ ترمذی، سنن، کتاب الاضاحی عن رسول اللہ، رقم: ۱۴۳۴

۳۔ ابوداؤد، سنن، کتاب الضحایا، رقم: ۲۴۵۶

۴۔ ابن ماجہ، سنن، کتاب الذبائح، رقم: ۳۱۵۵

۵۔ احمد، مسند، کتاب اول مسند المدینین، جمعین، رقم: ۱۵۶۳۵

بچہ کے ساتھ عقیقہ ہوتا ہے، اس کی طرف سے خون بہاؤ (عقیقہ کرو) اور

اس سے تکلیف وہ چیز کو دور کرو۔ بذریعہ ختنہ

الگ کی جانے والی جلد انسان کے لئے ضرر رساں ہے تو اس کو دور کرنا بھی اس ارشاد کے مطابق ساتویں دن ہی افضل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ختنہ کا حکم دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۰ برس تھی آپ نے اپنا ختنہ خود کیا۔ حضرت اسماعیل کا ختنہ ۱۳ برس کی عمر میں اور حضرت اسحاق کا ساتویں روزی ہی ہوا۔ پھر یہ ملت ابراہیمی و اسحاقی کا شعار ہو گیا بعد میں آنے والے تمام انبیا کرام علیہم السلام حتی کہ حضرت عیسیٰ (جن کے بعض نام لیوا عیسائی آج کل ختنہ نہیں کراتے تاہم انہیں حضرت عیسیٰ کے مختون ہونے کا اقرار بھی ہے) اور ان انبیا کے قبعین مختون ہوا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ختنہ کو سابق رسولوں کی سنت اور خصلت فطرت بیان فرمایا ہے۔

ختنہ کی اس سے زیادہ تاکید کیا ہو سکتی ہے کہ یہ اب مسلم امت کا شعار ہے اور یہی وہ ایک چیز ہے جس سے مسلمان کو شناخت کیا جاتا ہے۔

۵- حق رضاعت:

لفظ رضاعت اور اس کے دیگر مشتقات قرآن مجید میں دس مقامات پر آئے ہیں۔ اور اس کا معنی کچھ یوں ہے۔

ارضعت الام کان لها ولد ترضعه . (۱)

ماں کا بچہ کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں بچہ کا پیدائش کے بعد پہلے دو سال میں ماں کے سینہ سے

دودھ چوسنا رضاعت کہلاتا ہے اللہ کا فرمان ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ

(۱)۔ المعجم الاوسط

الرِّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ
 لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تَضْرِبُوا وَاٰلِدَهَا وَلَا مَوْلُودَ لَهَا
 بِوَالِدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ
 مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۚ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا
 أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا اتَّيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ
 وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْلَمُونَ بَصِيرٌ . (۱)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس
 کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔ اور دودھ پلانے
 والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم
 ہے۔ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے، (اور) نہ
 ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی
 اولاد کے سبب سے۔ اور وارثوں پر بھی یہی حکم عائد ہوگا۔ پھر اگر ماں باپ
 دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ
 چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ ہیں، اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے)
 دودھ پلوانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم
 دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ
 جان لو کہ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

پیدائش کے بعد بچے کے لئے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور افزائش
 کیلئے ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی غذا استعمال کرے اس لیے وضع حمل کے بعد عورت
 کے پستانوں میں قدرتی طور پر دودھ جاری ہو جاتا ہے اور بچہ کیلئے اس کے دل میں
 پیدا ہونے والی محبت و شفقت اسے بچہ کو دودھ پلانے پر اکساتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
 عورت پر واجب کیا ہے کہ وہ بچہ کو پورے دو سال دودھ پلائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ

مدت ہر طرح سے بچہ کی صحت کے لئے ضروری ہے۔

جدید میڈیکل ریسرچ سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بچہ کے جسمانی و نفسیاتی تقاضوں کے پیش نظر دو سال کی مدت رضاعت ضروری ہے۔ یہ اسلام کی آفاقی اور ابدی تعلیمات کا فیضان ہے کہ اہل اسلام کو زندگی کے وہ رہنما اصول ابتدا ہی میں عطا کر دیے گئے جن کی تائید و تصدیق صدیوں بعد کی سائنسی تحقیقات کر رہی ہیں۔ (۱)

یہاں طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا، اس لئے ضروری تھا کہ بچہ کی پرورش کی ذمہ داریاں جو ماں باپ پر ہیں انہیں اس موقع پر بیان فرما دیا جائے۔ لہذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔
مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔ (۲)

(۶) حق پرورش:

بچوں کی پرورش کرنا باپ کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۗ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ

اللَّهُ ۗ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۗ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ

يُسْرًا (۳)

(۱)۔ (الحقوق الانسانیة فی الاسلام ص ۴۹۹)

(۲)۔ (ضیاء القرآن ص ۱۶۱)

(۳)۔ الطلاق، ۶۵: ۷

صاحب وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہئے، اور جس شخص پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اسی (روزی) میں سے (بطور نفقہ) خرچ کرے جو اسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرمادے گا ۵"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ، فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ
أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا آذَ خَلَّتَاهُ الْجَنَّةَ۔ (۱)

"جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی"

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

لَا يَكُونُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثِ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ
إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (۲)

(۱)۔ ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الادب، باب بر الولد، ۲: ۱۲۱۰، رقم: ۳۶۷۰

۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۶۳

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۷، رقم: ۲۹۳۵

۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۴: ۳۳۵، رقم: ۲۵۷۱ ۵۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۱۲۸، رقم: ۲۷۴۲

۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۹۶، رقم: ۷۳۵۱ ۷۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۱۰: ۳۲۵، ۳۲۶، رقم: ۳۵۱، ۳۵۰

۸۔ کنانی، مصباح الزجاجة، ۴: ۱۰۱ ۹۔ بیہقی، موارد النظمآن، ۵۰۰: رقم: ۲۰۴۳

(۳)۔ ۱۔ ترمذی، السنن، ۴: ۳۱۸، ۳۲۰، رقم: ۱۹۱۲، ۱۹۱۶

۲۔ بخاری، الادب المفرد، ۴۲: رقم: ۷۹ ۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۲۲۱، رقم: ۲۵۴۳۸

۴۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۳۶، رقم: ۳۰۲۳

"جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ نِسِيْ امْرَاةٍ مَّعَهَا ابْنَتَانِ تَسَالْنِيْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ
وَاحِدَةٍ، فَاعْطَيْتُهَا فَقَسَمْتُهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ
فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: مَنْ بِلِيٍّ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ
شَيْئًا، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. (۱)

"میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی۔ اس نے ایک کھجور کے سوا میرے پاس کچھ نہ پایا، میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو میں نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سارا ماجرا کہ سنایا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کوئی بیٹیوں کے ذریعے آزما یا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لیے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں"

اسی طرح ایک عورت اور حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

جَاءَ نِسِيْ مِسْكِيْنَةٍ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَاطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمْرَاتٍ،
فَاعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا تَمْرَةً، وَرَفَعْتُ إِلَيْ فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا،
فَاسْتَطْعَمْتُهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتْ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد، ۵: ۲۲۳۴، رقم: ۵۶۴۹

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الزکاة، باب اتقوا النار، ۲: ۵۱۴، رقم: ۱۳۵۲

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة، ۴: ۳۱۹، رقم: ۱۹۱۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۳، ۸۷، ۲۳۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۱، رقم: ۲۹۳۹

بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَانُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا
مِنَ النَّارِ - (۱)

"میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے دو بیٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔
میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے
دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جو کھجور وہ کھانا چاہتی تھی
اس کے بھی دو ٹکڑے کر کے انہیں کھلا دی۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے
رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس عورت کا ذکر کیا تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے
(بیٹیوں پر) اس (شفقت و رحمت) کی وجہ سے اس عورت کے لیے جنت واجب
کردی یا (فرمایا): اسے دوزخ سے آزاد کر دیا۔"

۲- عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّ بَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ
الْجَنَّةُ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَوْ بِنْتَانِ
أَوْ اخْتَانِ - (۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے

فرمایا:

-
- (۱) - ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب فضل الاحسان، ۴: ۲۰۲۷، رقم: ۲۶۳۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۹۲
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۴۶۸، رقم: ۱۱۰۲۰
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۹: ۴۶۸، ۴۶۹
(۲) - ۱۔ ابوداؤد، السنن کتاب الادب باب فی فضل من مال یتیم، ۴/۳۳۸۔ الحدیث رقم: ۵۱۴۷
۲۔ احمد بن حنبل فی المسند، ۳/۹۷، رقم: ۱۱۹۴۳
۳۔ ابویعلیٰ فی المسند، ۳/۳۳۲، الحدیث رقم ۲۴۵۷
۴۔ الطرانی فی المعجم الکبیر، ۱۱/۴۱۶، الحدیث رقم: ۱۱۵۴۲ ۵۔ لہیثمی فی مجمع الزوائد، ۸/۱۶۲
۶۔ ابن ہبیب فی اعصاف، ۵/۲۲۱، الحدیث رقم: ۲۵۴۳۳

جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا، تو اس کے لیے جنت ہے اور ایک اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین بہنیں یا تین بیٹیاں۔ یادو بیٹیاں یادو بہنیں۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِمْنٌ عَالٍ جَارٍ
يَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ .
(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بچیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ گئیں۔ وہ قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ان انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ آپ

ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

بچوں کی حفاظت

نئے مہمان کی آمد خاندان کے لئے مسرت اور خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ نومولود کی ضروریات محدود ہوتی ہیں۔ اسے بہتر جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لیے مناسب خوراک، احساس تحفظ اور پیار کی ضرورت ہے۔ لیکن جو بچہ مسلسل توجہ حاصل کرنے کے لیے چیختا چلاتا رہتا ہے وہ اپنے والدین کے لیے اور گھر کے دیگر افراد کے لیے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ والدین سمجھداری سے کام لے کر شروع سے ہی بچے کو جبکہ وہ کافی حساس ہوتا ہے بہتر طور پر ٹریننگ دے سکتے ہیں۔ تاہم بالغ افراد کی طرح ہر بچہ بھی دوسروں سے مختلف ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ناممکن سی بات ہے کہ ایک ہی طرح کے قواعد تمام بچوں پر لاگو ہو سکیں۔ ایک ماہر نفسیات سے کسی ماں نے پوچھا کہ میں اپنے چھوٹے بچے کی کس طرح پرورش کروں کہ بڑا ہو کر یہ نارمل رہے۔ ماہر نفسیات کا جواب یہ تھا کہ مادام،

(۱)۔ مسلم، الصحیح کتاب البر والصلۃ والاداب رقم الحدیث: ۴۷۶۵

افسوس ہے میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ ہاں پندرہ بیس سال بعد اگر تم سے میرے پاس لاؤ میں اس کی شخصیت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بتا سکوں گا کہ اس کی تربیت میں کون کون سی خامی رہ گئی تھی۔ اس واقعے سے قاری کو اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کیوں ہم جامد قسم کے سخت قوانین بچوں کی پرورش کے سلسلے میں بنانے سے قاصر ہیں۔ ہر بچہ ایک مختلف ایک بلکہ علیحدہ ہستی ہوتا ہے اور اس کی نفسیاتی ضروریات بھی مختلف ہو سکتی ہیں۔ تاہم موٹی موٹی باتیں جن پر عمل کیا جانا چاہیے اس پر قدرے بحث کی جاسکتی ہے۔ نومولود بچے کو اگر مناسب غذا ملتی رہے تو وہ اس وقت تک سویا رہتا ہے جب اسے مزید خوراک کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ اگر وہ سویا ہوا ہو تو اسے جگانا مناسب نہیں ہے۔ چھوٹا بچہ خوراک کے درمیان اگر چیختا چلاتا ہے تو عموماً کسی تکلیف کے باعث ایسا کرتا ہے لیکن سونے کی بجائے آرام سے پڑا رہے تو بھاسے ہاتھوں میں اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

والدین کے بعض بے ضرر قسم کے اعمال سے بچے کی اس طرح تربیت ہو جاتی ہے جسے کنڈیشننگ کہا جاتا ہے۔ اگر بچہ دیر تک چلاتا رہتا ہے تو وہ یہ بات سیکھ لیتا ہے کہ توجہ حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے۔ اگر آپ اسے فوراً اٹھا کر خوراک مہیا کریں تو اسے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ جب بھی وہ چلائے گا اسے خوراک مل جائے گی۔ اگر اسے فوراً اٹھا کر پیار کیا جائے تو وہ امید کرنے لگتا ہے کہ ہمیشہ اسے رونے کے بعد پیار ہی ملے گا۔ اس کے برعکس اگر سونے میں اس کی مدد اور حوصلہ افزائی کی جائے تو وہ یہ بات بھی سیکھ جاتا ہے کہ خوراک کے بعد سونا ضروری ہے۔ ریڈیو کی ہلکی موسیقی، ماں کی لوری یا کلاک کی ٹک ٹک سے سونے میں مدد دے سکتی ہے۔

بچہ جب تک ماں کا دودھ پیتا ہے۔ عموماً راحت و آرام سے رہتا ہے۔ لیکن جب مائیں فیشن یا مجبوری کے تحت بچے کو اوپری دودھ دینا شروع کر دیتی ہیں تو مصائب کی ابتداء ہو سکتی ہے اگر اس دودھ کی تیاری میں مناسب احتیاط نہ کی جائے۔ دودھ صاف

نہ کی ہو تو بچہ بڑی آسانی سے پیٹ کے امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆ خوراک اور وٹامنز:

بچے کو اگر مناسب غذا اس کی عمر کے مطابق مہیا کی جائے تو اسے اضافی وٹامنز وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب تک ڈاکٹر کی رائے کے مطابق اسے اشد ضرورت محسوس نہ ہو وٹامنز وغیرہ استعمال کرانے نقصان دہ ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر کی رائے کے مطابق وٹامنز دینے ضروری ہو جائیں تو کبھی بھی اس مقدار سے زیادہ نہ دیں جس کی ڈاکٹر نے ہدایت کی ہو۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ وٹامنز ہمیشہ خوراک کے بعد فوراً بعد دینے چاہئیں، درمیانی عرصے میں دینا بے مقصد اور فضول ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بازار میں دستیاب مکھڑا ہمیشہ متوازن نہیں ہوتے اور انعام کو ممکن ہے ابھی تک کچھ غذائی اجزاء کا علم ہی نہ ہوا ہو۔ خوراک کے ساتھ انکے دینے میں ایک تو یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر خوراک میں موجود وٹامنز سے کچھ توازن ہو جاتا ہے، دوسرے بعض دوسرے وٹامنز صرف چکنائی میں حل ہوتے ہیں، ان کو پانی وغیرہ اپنی دانست میں بچے کو طاقت ور بنانے کے لئے ہرگز استعمال نہ کریں۔ بچے کو بچہ ہی رہنے دیں اسے کمپیروٹی کی لیبارٹری نہ بنائیں۔

☆ لباس اور درجہ حرارت:

خوراک کے علاوہ بچے کے لباس پر توجہ دینا بھی ضروری ہے جو کہ موسم کی مناسبت سے لیکن قدرے ڈھیلا اور وزن میں ہلکا ہونا چاہیے۔ عام سوتی کپڑے سے تیار شدہ لباس سب سے بہتر ہوتا ہے۔ مصنوعی ریشوں سے تیار کردہ لباس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے۔ سردیوں میں بچے کے سونے کے کمرے کا درجہ حرارت ۶۸ ڈگری فارن ہائیٹ سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ چونکہ بچے کے دماغ میں پیدائش کے وقت جسمانی حرارت کو کنٹرول کرنے کا نظام صحیح کام نہیں کر رہا ہوتا اس لئے سردیوں میں بچے کو ہر ممکن سردی سے بچانا چاہیے اور مناسب کپڑے بھی پہنائے جائیں تاکہ اس کے جسم

سے حرارت ضائع نہ ہو۔ حرارت کے جسم سے ضائع ہونے کی صورت میں بچوں کو اسی نسبت سے زیادہ آکسیجن استعمال کرنی پڑتی ہے جن سے بچے کی توانائی ضائع ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے عملی طور پر بچے کے ماحول کے درجہ حرارت کو مناسب حدود میں رکھنا بے حد ضروری ہے۔ سردی کے موسم میں مناسب کپڑوں کی عدم موجودگی میں بالغوں کی نسبت بچہ بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس کے جسم سے حرارت جلدی ضائع ہوتی ہے۔ دوسرے اس کا جسم اتنی تیزی سے حرارت پیدا کر سکتا جتنی تیزی سے بالغ افراد کر سکتے ہیں۔

گرمی کے موسم میں ہلکا سوتی لباس زیادہ مناسب ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ چھوٹے بچے سردی کی نسبت گرمی سے کم متاثر ہوتے ہیں۔ جسمانی درجہ حرارت سے ماحول کا درجہ حرارت دو ڈگری زیادہ بھی ہو جائے تو جسمانی درجہ حرارت کنٹرول کرنے کے لئے بچے کا سانس تیزی سے آنے لگتا ہے اور کچھ حرارت پسینے کی وجہ سے بھی خارج ہو جاتی ہے۔ اگر درجہ حرارت زیادہ بڑھ جائے تو جسمانی حرارت کو کنٹرول کرنے کی خاطر سانس کی رفتار میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور جسمانی حرکات کم ہو جاتی ہیں۔

☆ بچے کا غسل:

بچوں کو نہلانے کے سلسلے میں کسی قسم کے جنون یا نامعقولیت کا شکار نہ ہوں کیونکہ چھوٹے بچوں کا جسم اتنی جلدی گندہ نہیں ہوتا، جتنا بڑی عمر کے بچوں کا ہوتا ہے بچے کو ہر روز نہلانا بے سود بلکہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو اس کے چھوٹے سے جسم سے حرارت تیزی سے خارج ہو جاتی ہے۔ دوسرے بچے کے جسم پر موجود حفاظتی چکنائی دھل کر رفع ہو جاتی ہے اور یوں بچے کی جلد ضرورت سے زیادہ حساس ہو کر متعدی امراض کا باعث بن سکتی ہے۔ ہفتے میں دو بار بچے کے لئے غسل کافی ہے۔ نہلانے کے لئے جو پانی استعمال کریں اس کا صاف ستھرا اور مناسب درجہ حرارت پر ہونا لازمی ہے۔ سردیوں کے موسم میں جس کمرے یا باتھ روم میں بچے کو غسل دینا مطلوب ہو اسے بھی مناسب حد تک گرم ہونا چاہیے اور بچے کے جسم سے اس وقت لباس اتاریں جب

تمام تیاری مکمل ہو چکی ہو۔ بچے کو نہلانے کا عمل طویل نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی بچے کے جسم کے نازک حصوں کو رگڑ رگڑ کر دھونا مناسب ہے۔ نہلانے کے بعد صاف سترے تو لیے میں بچے کو لپیٹ دیں۔

☆ بچوں کے دانت:

عموماً سات ماہ کی عمر میں بچوں کے دانت نکلنے لگتے ہیں اور ڈھائی سال کی عمر تک بیس دانت نکل آتے ہیں۔ اگرچہ اس بات کی کوئی سائنسی شہادت موجود نہیں ہے کہ بخار، سہال، اور تنفس کی بیماریاں دانت نکلنے کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ دانت نکلنے کے زمانے میں بچے کے منہ کی رطوبتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے اور بچے میں چڑچڑاپن بھی پیدا ہونے کا امکان رہتا ہے۔ بعض اوقات رات کی نیند میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کئی قسم کا علاج موجود نہیں ہے۔

دانت نکلنے کا عمل ایک قدرتی عمل ہے جو بعض اوقات تکلیف دہ ثابت ہو سکتا ہے اور اس سے مسوڑھوں میں سوزش بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر آپ محسوس کریں کہ بچے کو اس کی وجہ سے درد محسوس ہو رہا ہے تو ڈاکٹر کے مشورے سے اسے بے بی اسپرین کی ایک ٹکیہ دی جاسکتی ہے۔ شکر کے زیادہ استعمال دودھ اور نشاستہ دار غذاؤں کے زیادہ دیر تک منہ میں رہنے کے سبب دانت خراب ہونے لگتے ہیں۔ جنگ کے زمانے میں جب چینی کی راشننگ ہو گئی تھی۔ دانتوں کے امراض کافی کم ہو گئے تھے۔ یہ خیال کرنا درست نہیں ہے کہ چونکہ بچوں کے دودھ کے دانت گر کر دوبارہ نئے دانت نکل آتے ہیں۔ اس لئے ان کی حفاظت اتنی اہم نہیں۔ دودھ کے دانتوں میں کیڑا لگ جانے کے باعث بچے کو تکلیف ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی جبروں میں انفیکشن ہو سکتا ہے۔ اگر خراب دانت کو نکالنا پڑ جائے تو اس کی جگہ دوسرا دانت ٹیڑھا نکل آتا ہے۔ اس لئے دودھ کے دانتوں کی حفاظت کرنی بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی مستقل دانتوں کی۔

(۷) تعلیم و تربیت کا حق

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کا واقعہ بیان فرمایا۔

يَا بَنِيَّ اَقِمِ الصَّلَاةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَاَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى
مَا اَصَابَكَ ۗ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر۔ (۱)

اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ، اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے
منع کر، اور جو تجھے مصیبت پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ ہمت کے کام
ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ۔ (۲)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (اچھی تربیت
کر کے) اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

بچوں کی اچھی تربیت کر کے انہیں اچھا، ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنانا والدین کی
ذمہ داری ہے۔ ان کی تربیت کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے حضور نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاصْرِبُوهُمْ
عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (۳)
"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے، اور جب وہ دس
سال کی ہو جائے تو (نماز نہ پڑھنے پر) اسے مارو، اور (دس سال کی عمر
میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا:

(۱)۔ (لقمان، ۳۱: ۱۷) (۲)۔ التحريم، ۶: ۶۶

(۱)۔ ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب متى يومر الغلام، ۱: ۱۳۳، رقم: ۴۹۵

۲۔ مزی، تہذیب الکمال، ۳۳۹۸: ۸۔ عسقلانی، فتح الباری، ۹: ۳۲۸

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدْبَهُمْ۔ (۱)

"اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ،"

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَبِيٌّ فَلْيَتَصَابُ لَهُ۔ (۲)

"جس کے ہاں کوئی بچہ ہو تو وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔"

(۸) شفقت و رحمت کا حق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَبْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسِ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْاَقْرَعُ: اِنَّ لِيْ عَشْرَةَ مِنْ الْوَالِدِ، مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا۔ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔ (۳)

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو چوما تو اقرع بن حابس تمیمی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، نے کہا: میرے دس

(۱)۔ ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الادب، باب بر الوالد، ۲: ۱۲۱۱، رقم: ۳۶۷۱

۲۔ قضای، مسند الشہاب، ۱: ۳۸۹، رقم: ۶۶۵

۳۔ دیلمی، الفردوس بما ثور الخطاب، ۱: ۶۷، رقم: ۱۹۶

۴۔ کنانی، مصباح الزجاجة، ۴: ۱۰۱، ۱۰۲، رقم: ۱۲۸۷ ۵۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۱: ۱۳

(۲)۔ ۱۔ دیلمی، الفردوس بما ثور الخطاب، ۳: ۵۱۳، رقم: ۵۵۹۸ ۲۔ حسینی، البیان والتعریف، ۲: ۲۲۸

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الادب، باب رحمة الولد، ۵: ۲۲۳۵، رقم: ۵۶۵۱

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحج، باب الاشتراک فی الہدی، ۴: ۱۸۰۸، رقم: ۲۳۱۸

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة، ۴: ۳۱۸، رقم: ۱۹۱۱

۴۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی قبلة المنزل، ۴: ۳۵۵، رقم: ۵۲۱۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۲۸، ۲۶۹، ۵۱۴

بچے ہیں میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
 أَحْبَبُوا الصَّبِيَانَ وَارْحَمُوهُمْ، وَإِذَا وَعَدْتُمُوهُمْ فَفُوا لَهُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا
 يَرَوْنَ إِلَّا أَنَّكُمْ تَرَزُقُونَهُمْ۔ (۱)

"بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو، جب ان سے وعدہ کرو تو پورا کرو کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تم ہی انہیں رزق دیتے ہو۔"

(۹) عدل کا حق

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا، فَقَالَ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتُ مِثْلَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ:

فَارْجِعْهُ۔ (۲)

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الہبۃ، باب الہبۃ الولد، ۲: ۹۱۳، ۹۱۴، رقم: ۲۴۳۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الہبات، باب کرہۃ تفضیل، ۳: ۱۲۴۱، رقم: ۱۶۲۳

۳۔ نسائی، السنن، کتاب النخل، باب ذکر اختلاف الالفاظ، ۶: ۲۵۸، ۲۵۹، رقم: ۳۶۷۴، ۳۶۷۵

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۱۶، رقم: ۶۵۰۲

۵۔ مالک، الموطا، ۲: ۷۵۱، رقم: ۱۳۳۷ ۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۱: ۳۹۹، رقم: ۵۱۰۰

۷۔ عبدالرزاق، المصنف، ۹: ۹۷ ۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۷۶، ۱۷۸

(۲)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الہبۃ، باب الہبۃ الولد، ۲: ۹۱۳، ۹۱۴، رقم: ۲۴۳۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الہبات، باب کرہۃ تفضیل، ۳: ۱۲۴۱، رقم: ۱۶۲۳

۳۔ نسائی، السنن، کتاب النخل، باب ذکر اختلاف الالفاظ، ۶: ۲۵۸، ۲۵۹، رقم: ۳۶۷۴، ۳۶۷۵

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۱۶، رقم: ۶۵۰۲

۵۔ مالک، الموطا، ۲: ۷۵۱، رقم: ۱۳۳۷ ۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۱: ۳۹۹، رقم: ۵۱۰۰

۷۔ عبدالرزاق، المصنف، ۹: ۹۷ ۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۷۶، ۱۷۸

"ان کے والد انہیں لے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، پھر عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایسا ہی دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اس سے واپس لے لو۔"

ایک اور سند سے مروی روایت میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ أُمِّي عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضِي حَتَّى تَشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَاَنْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهَدَهُ عَلَيَّ صَدَقَتِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: افْعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ قَالَ: لَا، قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدُوا فِي أَوْلَادِكُمْ فَرَجَعَ أَبِي، فَرَدَّتْكَ الصَّدَقَةَ۔ (۱)

"میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کر دیا تو میری والدہ نے کہا: میں اس پر تب راضی ہوں گی جب رسول خدا ﷺ کو اس پر گواہ لائے۔ میرے والد حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟ میرے والد نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پھر میرے والد نے وہ ہبہ واپس لے لیا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَوْ وَابْنِ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ، فَلَوْ كُنْتُمْ مُفْضِلًا أَحَدًا لَفَضَلْتُمُ النِّسَاءَ۔ (۱)

(۱)۔ ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الہبات، باب کرہۃ تفضیل، ۱۲۴۲: ۳، ۱۲۴۳، رقم: ۱۶۲۳

۲۔ ابو عوانہ، المسند، ۳: ۳۶۰، رقم: ۵۶۸۹۔ ۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۰

(۱)۔ ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۷۷۔ ۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۵۳، رقم: ۱۱۹۹

۳۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۴: ۱۵۳۔ ۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۵: ۲۱۴

"اپنی اولاد کو تحفہ دیتے وقت برابری رکھو، پس میں اگر ان میں سے کسی کو

فضیلت دیتا تو بیٹیوں کو فضیلت دیتا"

(۱۰) حق یتیم:

یتیم بچے کے حقوق پر اسلام نے بہت زور دیا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں تیس مختلف مواقع پر یتیم کا ذکر کیا گیا ہے جن میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے اموال کی حفاظت اور ان کی نگہداشت کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے والے، ان کے حقوق و مال غصب کرنے والے پر وعید کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ
نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا۔ (۱)

بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں اور وہ جلد ہی دہتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۔

کیونکہ یتیم ہونا انسان کا نقص نہیں بلکہ منشاء خداوندی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے اپنے محبوب ترین بندے سید المرسلین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو حالت یتیمی میں پیدا فرمایا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے والد ماجد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت باسعادت سے بھی پہلے وصال فرما چکے تھے۔ پھر چھ سال کی عمر میں ہی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی والدہ ماجدہ بھی انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اس کیفیت کا ذکر قرآن حکیم میں یوں کیا ہے۔

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ . (۲)

(اے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو

معزز و مکرم) ٹھکانا دیا۔

پھر اس در یتیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یتامی کی محبت ان کے ساتھ شفقت و حسن سلوک اور احسان برتنے کی نہایت اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یتامی کی اچھی کفالت کرنے والے کو جنت کی خوشخبری دینی اور ان کے حقوق یا مال کھانے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔

فَمَا لِلْيَتِيمِ فَلَا تَقْهَرْ - (۱)

سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں۔

ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

وَأْتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْاِخْبِيَّتَ بِالطَّبِيبِ وَلَا تَأْكُلُوا

أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا - (۲)

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز کو عمدہ چیز سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۗ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۗ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ

فَاِخْوَانُكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ - (۳)

اور آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرمادیں! ان کے (معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر انہیں (نفقہ و کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اور اللہ خرابی کرنے والے کو بھلائی کرنے والے سے جدا پہچانتا ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۗ فَإِنْ اُنْتَمْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا

فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۗ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۗ

(۱) - لضحیٰ، ۹:۹۳

(۲) - النساء، ۴:۲

(۳) - البقرة، ۲:۲۲

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ
فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
حَسِيبًا. (۱)

اور یتیموں کی (تربیہ) جانچ اور آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ نکاح
(کی عمر) کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور (حسن
ترتیب) دیکھ لو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے مال فضول
خرچی اور جلد بازی میں (اس اندیشے سے) نہ کھا ڈالو کہ وہ بڑے ہو (کر
واپس لے) جائیں گے اور جو کوئی خوشحال ہو وہ (مال یتیم سے) بالکل
بچا رہے اور جب تم ان کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو ان پر گواہ بنا لیا کرو
اور حساب لینے والا اللہ ہی کافی ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ
فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ
الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۗ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا
(۲)

اور (یتیموں سے معاملہ کرنے والے) لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے
پچھے ناتواں بچے چھوڑ جائے (مرتے وقت) ان کے حال پر (کتنے)
خوفزدہ اور (فکر مند) ہوتے، سوا نہیں (یتیموں کے بارے میں) اللہ سے
ڈرتے رہنا چاہیے اور (ان سے) سیدھی بات کہنی چاہیے بے شک جو لوگ
یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں

میں نری آگ بھرتے ہیں۔ اور وہ جلد ہی دکھتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۔
وَلَا تَقْرَبُوا أَمْوَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ (۳)

(۱)۔ النساء: ۶

(۲)۔ النساء: ۹، ۱۰

(۳)۔ الانعام: ۶، ۱۵۲

اور یتیم کے مال کے قریب مت جانا مگر ایسے طریق سے جو بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالذِّينِ ۖ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ
الْيَتِيمَ ۖ وَلَا يَحِضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۖ (۱)

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا ہے اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے) اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی استحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)۔

كَأَلْبَلٍ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۖ وَلَا تَحْضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ
ۖ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۖ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۖ (۲)

یہ بات نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ عزت اور مال و دولت کے ملنے پر) تم یتیموں کی قدر و اکرام نہیں کرتے۔ اور نہ ہی تم مسکینوں (یعنی غریبوں اور محتاجوں) کو کھانا کھلانے کی (معاشرے میں) ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو۔ اور وراثت کا مال سمیٹ کر خود ہی کھا جاتے ہو (اس میں سے افلاس زدہ لوگوں کا حق نہیں نکالتے)۔ اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسِنُ إِلَيْهِ، وَ شَرُّ بَيْتٍ

فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ۔ (۳)

(۱)۔ (الماعون: ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹)۔ (۲)۔ (الفجر: ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲)۔

(۳)۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الادب، باب حق الیتیم، ۲: ۱۲۱۳، رقم ۳۶۷۹

(۲) بخاری، الادب المفرد، رقم: ۱۳۷ (۳) ابن مبارک، الزیاد: ۲۳۰، رقم ۶۵۴

(۴) عبد شمس، المسند: ۴۲۷، رقم ۱۳۶۷ (۵) طبرانی، المعجم الاوسط: ۵: ۹۹، رقم ۳۷۸۵۔

(۶) منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۲۳۶، رقم ۳۸۴۔

"مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہو"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا . . . وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا . (۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا نے فرمایا۔

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ إِلَّا يُعَذِّبُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ رَحِمَ الْيَتِيمَ،
وَلَا نَّ لَهُ فِي الْكَلَامِ، وَرَحِمَ يَتَمَهُ، وَضَعَفَهُ، وَلَمْ يَتَطَاوَلْ عَلَى
جَارِهِ، بِفَضْلِ مَا آتَاهُ اللَّهُ. وَقَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ: وَالَّذِي بَعَثَنِي
بِالْحَقِّ إِلَّا يُقْبَلُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَةٌ مِنْ رَجُلٍ وَلَهُ قُرَابَةٌ
مُحْتَاجُونَ إِلَى صَدَقَتِهِ وَيُصَرَّفُهَا إِلَى غَيْرِهِمْ، وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ: لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (۲)

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الطلاق، باب العان، ۵: ۲۳۲، ۲۲۳، رقم: ۴۹۹۸، ۵۶۵۹

۲۔ ترمذی، اجامع الصحیح، کتاب البر، باب ماجارنی الرحمۃ، ۴: ۳۲۱، رقم: ۱۹۱۸

۳۔ ابن حباب، الصحیح، ۲: ۲۷، رقم: ۷۵۵۳ . ۴۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۳: ۵۳۶، رقم: ۷۵۵۳

۵۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۱۶، رقم: ۱۰۶۷، ۱۱۹۷ . ۶۔ بیہقی السنن الکبریٰ، ۶: ۲۸۳، رقم: ۱۲۳۲

(۲)۔ ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۳۳۶، رقم: ۸۸۲۸

۲۔ دیلمی، الفردوس یماثور الخطاب، ۳: ۳۷۸، ۳۷۹، رقم: ۷۱۱۰

۳۔ متدری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۸

۴۔ متدری، الترغیب والترہیب، ۳: ۲۳۷، ۲۳۸ . ۵۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۳: ۱۱۷

"قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی، اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی۔ اور معاشرے کے محتاجوں و کمزوروں پر رحم کیا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والی عطا کی وجہ سے اپنے پڑوسی پر ظلم نہ کیا، پھر فرمایا: اے امت محمدی: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کی طرف سے صدقہ قبول نہیں کرے گا جس نے غیروں پر صدقہ کیا حالانکہ اس کے اپنے رشتہ دار اس کے صدقہ کے محتاج تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے: اللہ تعالیٰ روز قیامت اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔"

حضرت عمر و بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے

ہیں۔

مَنْ وَلِيَ يَتِيمٍ مَالًا فَلْيَتَجَرَّبْ بِهِ وَلَا يَدَّعُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ۔
(۱)

"جس کو کسی یتیم کے مال کا ولی بنایا گیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس مال سے تجارت کرے اور اس کو یونہی پڑا رہنے دے مبادا زکوٰۃ ادا کرتے کرتے وہ مال ختم ہو جائے گا"

(۱۱) حق لقیط

لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جو راستہ میں پڑا ہوا ملے اور جس کے والدین کا پتہ نہ ہو۔ فقہی اصطلاح میں لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جس کا نسب معلوم نہ ہو کیونکہ اس کے گھر والوں نے زنا کی تہمت سے بچنے کیلئے یا کسی اور وجہ سے اسے پھینک دیا ہو۔ لہذا جب راستہ پر یا کسی جگہ پر گرا پڑا بچہ ملے تو اسے زمین سے اٹھانا، اس کے ساتھ شفقت برتنا

(۱)۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۶۰

اور اس کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ کے اس قول کی روشنی میں واجب ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَ مِمَّا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔ (۱)

اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اُس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا کیونکہ بچہ کو زمین سے اٹھانا ہی اسے زندگی دینا ہے اور یہ اسی طرح واجب ہے جس طرح حالت اضطرار میں صرف زندگی بچانے کی حد تک حرام کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔

ثانیاً لقیط کا بھی حق ہے کہ وہ آزاد ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ویسے بھی حکم دیا ہے اگر ملتقط (بچہ اٹھانے والا) یا کوئی اور شخص یہ دعویٰ کرے کہ بچہ اس کا غلام ہے تو بغیر گواہوں کے اس کا دعویٰ نہ سنا جائے گا کیونکہ اس کی حریت و آزادی اس کے ظاہر حال سے ثابت ہو سکتی ہے اس لیے بغیر دلیل کے اس کے ناہر کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ (۲)

ثالثاً لقیط کا حق ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے کیا جائے۔ اگر اس کے ساتھ کچھ مال بندھا ہوا پایا گیا ہو وہ اسی کا متصور ہوگا مثلاً اس کے جسم پر موجود کپڑے یا اگر وہ جانور پر بندھا پایا گیا تو وہ جانور اس کا ہوگا۔ اس صورت میں خرچ اس کے اپنے مال سے کیا جائے گا کیونکہ بیت المال میں سے خرچ ضرورت کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس کے پاس مال ہو تو ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔ (۳)

(۱۲) حق نان و نفقہ:

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ؟ قُلِ الْعَفْوَ، كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوُ

الْفَضْلُ۔ (۴)

(۱)۔ المائدہ ۵: ۳۲

(۲)۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۶: ۱۹۷، ۱۹۸

(۳)۔ البقرہ ۲: ۲۱۹

(۴)۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۶: ۱۹۸، ۱۹۸

اور آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کیا آپ کچھ خرچ کریں؟ فرمادیں جو ضرورت سے زائد ہو (خرچ کر دو) اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ (تمہارا غور و فکر کرنا) دنیا اور آخرت (دونوں کے معاملات) میں (رہے)۔

اور امام حسن بصری نے کہا (اس آیت میں) عفو سے وہ مال مراد ہے (جو اپنی ضروری خرچ کے بعد) بچا رہے۔

«إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ، نَفَقَةً عَلَىٰ أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً»
(۱)

اپنی جو رو بال بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں اس کو صدقے کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ، فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ، فِي رَقَبَةٍ وَدِينَارٌ
تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَىٰ مَسْكِينٍ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ، عَلَىٰ أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا
أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ، عَلَىٰ أَهْلِكَ۔ (۲)

ایک دینار تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور ایک دینار تو نے غلام کو آزاد کروانے میں خرچ کیا اور ایک دینار تو نے مسکین پر صدقہ دیا اور ایک دینار اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا سب سے بڑا اجر اس پر ہے جو تو نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔

(۱۳) حق دعا:

جس طرح والدین کا حق ہے کہ ان کے لیے اولاد دعا کریں اس طرح اولاد کا بھی

حق ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے دعا کیا کریں اور یہ دعا کرنا اعمیاء کی سنت ہے

(۱)۔ بخاری، الصحیح کتاب النفقات، رقم: ۴۹۳۲

(۱)۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، رقم الحدیث: ۱۶۶۱

حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ میں اولاد کے لیے دعا کی۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ . (۱)

اے میرے رب: مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے

اے ہمارے رب: اور تو میری دعا قبول فرما۔

اللہ تعالیٰ صالحین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ لوگ ان الفاظ میں

دعا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ

إِمَامًا . (۲)

اے ہمارے رب: ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے

آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔

(۱۴) جنت میں اولاد کا والدین سے ملنے کا حق:

اللہ تعالیٰ نے ایمان والے والدین کو ایمان والے بچوں یعنی کے (اولاد) جو جنت

میں اکٹھے رکھنے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا

أَلْتَنَّهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ط كُلٌّ أُمْرٍ ؕ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ .

(۳)

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم

ان کی اولاد کو (بھی درجات جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے (خواہ

ان کے اپنے عمل اس درجہ کے نہ بھی ہوں یہ صرف ان کے صالح آباء کے

اکرام میں ہوگا) اور ہم ان (صالح آباء) کے ثواب اعمال سے بھی کوئی کمی

(۱)۔ ابراہیم، ۱۴:۴

(۲) الفرقان۔ ۲۵:۷۴

(۳)۔ الطور، ۵۲:۲۱

نہیں کریں گے، (علاوہ اس کے) ہر شخص اپنے ہی عمل کی (جزا و سزا) میں گرفتار ہوگا۔

اور نیک لوگوں کے لیے جو فرشتے دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنِ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ . (۱)

اے ہمارے رب: اور انہیں (ہمیشہ رہنے کے لیے) جنات عدن میں داخل فرما۔ جن کا تو نے ان سے وعدہ فرما رکھا ہے ان کے آباء و اجداد سے اور ان کی بیویوں سے اور ان کی اولاد و ذریت جو نیک ہوں (انہیں بھی ان کے ساتھ

داخل فرما) بیشک تو ہی غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

جَنَّاتٍ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۗ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۗ : (۲)

(جہاں) سدا بہار باغات ہیں ان میں وہ لوگ داخل ہوں گے اور ان کے آباء و اجداد اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو بھی نیک کار ہوگا اور فرشتے ان کے پاس (جنت کے) ہر دروازے سے آئیں گے انہیں خوش آمدید اور مبارک باد دیتے ہوئے کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کے صلہ میں، پس (اب دیکھو) آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الطور: ۲۱ کے معنی میں چار روایات ہیں۔

(۱)۔ المؤمن، ۴۰: ۸

(۲)۔ الرعد، ۱۳: ۲۳، ۲۴

۱- الخاس نے "الناسخ والمنسوخ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو اس کے ساتھ جنت کے درجہ میں بلند کرے گا، خواہ مومن کی اولاد کا عمل اس سے کم ہو، تاکہ اولاد کو اپنے ساتھ جنت میں دیکھ کر مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

۲- سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو مومن کے ساتھ اس کے درجے میں بلند فرمائے گا خواہ اس کی اولاد کا عمل اس کے برابر نہ ہوتا کہ اولاد کی وجہ سے مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرفوع روایت ہے اور اسی طرح واجب ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعل کی خبر دی ہے۔ زخشری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے انواع و اقسام کی خوشیاں جمع کرے گا۔ مومنین خود کامیاب ہو کر جنت میں پہنچیں گے پھر ان کا کشادہ جسم حوروں سے نکاح کر دیا جائے گا اور جنت میں وہ اپنے دیگر بھائیوں سے مانوس ہوں گے اور ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ جنت کے اسی درجہ میں ہوگی۔

المہدی نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے ساتھ اس کی نابالغ اولاد کو ملا دے گا۔ ذریت کا اطلاق چھوٹی اور بڑی اولاد دونوں پر ہوتا ہے۔ اگر ذریت سے مراد یہاں نابالغ اولاد ہو تو "بایمان" دونوں مفعولوں سے حال ہوگا اور اس کا وہی معنی ہوگا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر ذریت سے مراد بڑی اولاد ہو تو "بایمان" دونوں فاعلوں سے حال ہوگا اور اس کا معنی ہوگا کہ مومنوں کی جو اولاد ایمان لانے میں ان کی پیروی کرے گی وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگی۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اس آیت میں ایمان والوں سے مراد جہاں مہاجرین اور انصار ہیں اور ذریت سے مراد تابعین ہیں اور ان سے ایک اور

روایت ہے کہ اگر آباء کا درجہ بلند ہو تو اللہ تعالیٰ ابناء کو آباء کے درجہ میں رکھ دے گا اور اگر ابناء کا درجہ زیادہ بلند ہو تو اللہ تعالیٰ آباء کو ابناء کے درجہ میں رکھ دے گا پھر آباء ذریت کے لفظ میں داخل ہو جائیں گے (۱) جیسا کہ اس آیت میں آباء ذریت میں داخل ہیں:

وَايَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ - (۲)

اور ان کیلئے ایک نشانی یہ ہے کہ ان کے آباء کو (یعنی نسل انسانی کے آباء کو) بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔

۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی پاک ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے ماں باپ اپنی بیوی اور اپنی اولاد کے متعلق سوال کرے گا انہوں نے وہ درجہ

نہیں پایا جو تمہیں حاصل ہے پس وہ کہے گا۔ اے میرے رب: میں نے اپنے لیے بھی عمل کیا ہے اور ان کے لیے بھی عمل کیا ہے پھر یہ حکم دیا جائے گا کہ ان کو اس کے درجے کے ساتھ ملا دیا جائے۔

حضرت ام المومنین خدیجہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے اپنے والدین کے متعلق سوال کیا جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں وزخ میں ہیں جب آپ ﷺ نے میرے چہرے پر ناگواری کے اثرات دیکھے تو فرمایا: اگر تم ان کی جگہ دیکھ لو تو تم ان سے بغض رکھو گی۔ انہوں نے سوال کیا: میری اولاد آپ ﷺ سے ہوئی ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ہے پھر فرمایا بے شک مومنین اور ان کی اولاد جنت میں ہے اور مشرکین اور ان کی اولاد دوزخ میں ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت (الطور ۲۱۵۲) پڑھی۔

(۱) تبیان القرآن، جلد: ۱۱، ص: ۴۴۴

(۲) - یسین ۳۶: ۴۱

یعنی ہم اولاد کی عمر کم ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کریں گے اور نہ اولاد کو آباء کے ساتھ ملانے کی وجہ سے آباء کے اعمال کے ثواب میں کوئی کمی کریں گے اور "ہم" کی ضمیر ایمان والوں کی طرف راجع ہے۔
ابن زید نے کہا: اس آیت کا معنی ہے: ہم ایمان والوں کے ساتھ ان کی نابالغ اولاد کو ملا دیں گے جو ابھی عمل کرنے کی عمر کو نہیں پہنچے اور "ہم" ضمیر ذریت کی طرف راجع ہے۔

اس آیت کے آخر میں فرمایا: ہر شخص اپنے اعمال کے ساتھ گروی ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت اہل دوزخ کی طرف راجع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کو دیکھا یا کہ اہل جہنم اپنے اعمال کے ساتھ ہیں اور اہل جنت اپنی نعمتوں کے ساتھ ہیں اس لیے فرمایا: ہر شخص اپنے اعمال کے ساتھ گروی ہے۔ (۱)

☆ مومنوں کی بالغ اور کافر اولاد ان کے ایمان کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں گی:

باپ کی شفقت اپنی اولاد پر جس طرح دنیا میں بہت زیادہ ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی اس کی شفقت اولاد پر بہت زیادہ ہوگی۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا دل اس طرح خوش کیا کہ وہ آباء کو جنت میں اولاد سے الگ نہیں کرے گا بلکہ ان کو جنت میں جمع کر دے گا۔ اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر بیٹا بڑا ہو کر کافر ہو جائے تو پھر باپ کی شفقت کا تقاضا کیوں پورا نہیں ہوتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ باپ اور بیٹے کا رشتہ ایمان کی وجہ سے قائم ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إِنَّمَا الْمُوءُ مِنْوُنِ إِخْوَةٌ . (۲)

مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ سو جب کفر کو اختیار کرے تو اس کا مسلمان شخص

(۱) تبيان القرآن جلد: ۱۱ ص: ۴۴۵

(۲) - الحجرات، ۴۹: ۱۰

سے ولدیت اور شفقت کا رشتہ منقطع ہو گیا جیسے نوح کا بیٹا جب اسلام نہیں لایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے قرآن پاک میں ہے۔

قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (۱)
فرمایا: اے نوح: وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے اس کے اعمال ٹھیک نہیں ہیں۔

۱۵- حق تربیت:

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلْمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرٍ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ مِمَّا يَلِيكَ . (۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ میں حجر میں حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا غلام تھا۔ اور میرے سامنے دستر خواں تھا پس رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھے حکم فرمایا کہ اے غلام! اللہ کا نام لے اور داہنے ہاتھ سے کھانا شروع کر دے۔ اور جو تیرے سامنے ہے وہ کھا۔

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین اس کا مذہب تبدیل کرا دیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ
يُمَجِّسَانِهِ . (۳)

(۱)۔ ہود، ۴۲:

(۲)۔ ۱۔ مسلم الصحیح، ج ۳، ۱۵۹۹: ۳، رقم حدیث: ۲۰۲۲ ۲۔ بخاری الصحیح، ج ۵، ۲۰۵۶: ۵، رقم حدیث: ۵۶۱

(۳)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما قبل فی اولاد المشرکین، ۱: ۴۶۵، رقم ۱۳۱۹

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب اذا سلم الصبی، ۱: ۴۵۷، رقم: ۱۲۹۲

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب القدر، باب معنی کل مولود، ۴: ۲۰۴۷، رقم: ۲۶۵۸

۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب القدر، باب ماجاء کل مولود، ۴: ۴۴۷، رقم: ۲۱۳۸

۵۔ ابوداؤد، السنن، کتاب السنۃ، باب فی ذراری المشرکین، ۴: ۲۲۹، رقم: ۴۷۱۳

۶۔ مالک، الموطا، ۱: ۲۳۱، رقم: ۵۷۱ ۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۳۳، ۲۷۵، ۳۳۶، ۳۹۳، ۴۱۰، ۴۸۱

"ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

بچوں کو اسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور انہیں اسلامی آداب زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ، فَأَذَنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى، لَمْ يَضُرَّهُ أُمَّ الصَّبِيَانِ۔ (۱)

"جس کے ہاں بچہ کی ولادت ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے، اس کی برکت سے بچہ کی ماں کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔"

اس طرح ایک بچہ کو پیدائش کے وقت سے اس آفاقی حکم سے روشناس کرادیا جاتا ہے جو زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

(۱۶) حق اسم:

بچہ کا یہ حق ہے اس کا پیارا سا نام رکھا جائے۔ اسلام سے قبل عرب اپنے بچوں کے عجیب نام رکھتے تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے نام ناپسند فرمائے اور خوبصورت نام رکھنے کا حکم دیا۔ امام طوسی روایت کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِمَّا حَقُّ ابْنِي هَذَا
قَالَ: تَحَسَّنْ اسْمَهُ، وَأَدِّبْهُ، وَضَعَهُ مَوْضِعًا حَسَنًا۔ (۲)

(۱)۔ ۱۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۲: ۱۵۰، رقم: ۶۷۸۰

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۳۹۰، رقم: ۸۶۱۹

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۶۳۲

۴۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۴: ۵۹

(۲) محمد بن احمد صالح، الطفل فی الشریعة الاسلامیة: ۷۴

"ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرے اس بچے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کا اچھا نام رکھ، اسے آداب سکھا اور اسے اچھی جگہ رکھ (یعنی اس کی اچھی تربیت کر)۔"

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ
فَأَحْسِنُوا أَسْمَائِكُمْ۔ (۱)

"روز قیامت تم اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے اس لئے اپنے نام اچھے رکھا کرو"

حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَسْمَوُا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ
الرَّحْمَنِ، وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَامٌ، وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ۔ (۲)

(۱)۔ ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسماء: ۴، ۲۸۷، رقم: ۴۹۴۸

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۴، ۳۔ دارسی، السنن، ۲: ۳۸۰، رقم: ۲۶۹۴

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۳۵، رقم: ۲۱۳، ۵۔ عبد بن حمید، المسند، ۱۰۱: ۱۰۱، رقم: ۲۱۳

۶۔ ابن جعد، المسند، ۳۶۰: ۳۶۰، رقم: ۲۴۹۲، ۷۔ بیہقی، السنن الکبری، ۹: ۳۰۶

۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۳۹۳، رقم: ۸۶۳۳، ۹۔ بیہقی، موارد الظمان، ۲۸۹: ۲۸۹، رقم: ۱۹۴۴

(۲)۔ ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسماء: ۴، ۲۸۷، رقم: ۴۹۵۰

۲۔ نسائی، السنن، کتاب النخیل، باب ما یستحب، ۶: ۲۱۸، رقم: ۳۵۶۵

۳۔ نسائی، السنن الکبری، ۳: ۳۷، رقم: ۴۴۰۶، ۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۳۵

۵۔ بخاری، الادب المفرد، ۲۸۴: ۲۸۴، رقم: ۶۸۱۴، ابویعلی، المسند، ۱۳: ۱۱۳، رقم: ۷۱۶۹

۷۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۲۸، رقم: ۳۰۳۰، ۸۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۵۷۸

"انبیائے کرام کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو ناموں میں سے، عبد اللہ، اور، عبد الرحمن، زیادہ پسند ہیں۔ سب ناموں سے سچے نام، حارث، اور، ہمارا، ہیں جب کے سب سے برے نام، حرب، اور، مرہ، ہیں۔"

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں:

لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرُونِي إِيْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا. فَقَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ. فَلَمَّا وُلِدَتْ الْحُسَيْنُ، جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرُونِي إِيْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا. قَالَ: بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ. ثُمَّ لَمَّا وُلِدَتْ الثَّالِثُ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرُونِي إِيْنِي مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا. قَالَ: بَلْ هُوَ مُحْسِنٌ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا سَمَّيْتُهُمْ بِاسْمِ وُلْدِ هَارُونَ شَبْرًا وَشَبِيرًا وَمُشَبَّرًا. (۱)

"جب فاطمہ کے ہاں حسن کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ "حسن" ہے۔ پھر جب حسین کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ "حسین" ہے۔ پھر جب تیسرا بیٹا

(۱)۔ ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۸۰، رقم: ۴۷۷۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۸، رقم: ۹۳۵

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۳۱۰، رقم: ۶۹۸۵

۴۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۶، رقم: ۸۲۳

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۹۶، رقم: ۴۷۷۳، ۴۷۷۴

۶۔ بیہقی، مجمع الزوائد، ۸: ۵۲

پیدا ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھا
و، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام "
حرب" رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس کا نام
"محسن" ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے ان کے نام ہارون (علیہ السلام)
کے بیٹوں شبر، شبیر کے نام پر رکھے ہیں"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةٌ (۱)

"رسول اکرم ﷺ نے "عاصیہ" کا نام بدل دیا اور فرمایا: تم "جمیلہ" ہو۔"

حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصرم نام کا ایک شخص کچھ
لوگوں کے ساتھ بارگاہ رسالت ناب ﷺ میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ کے
استفسار پر اس شخص نے اپنا نام بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم "زرعہ" ہو۔ (۲)
امام ابوداؤد السنن (۲۸۹:۴) میں لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ نے "عاص"، "عزیز"، "عتلہ"، "شیطان"، "حکم"، "عراب"، "حباب"،

(۱)۔ ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الادب، باب استحباب تغیر الاسم، ۳: ۱۶۸۶، رقم: ۲۱۳۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغیر الاسماء، ۱۵: ۱۳۳، رقم: ۲۸۳۸

۳۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسم، ۲۸۸۴، رقم: ۴۹۵۲

۴۔ بخاری، الادب المفرد، ۲۸۵، رقم: ۸۲۰

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۸

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۳۵، ۱۳۶، رقم: ۵۸۱۹، ۵۸۲۰

۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۰۷

۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۲۱۲، رقم: ۵۳۳

۹۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۴۹، رقم: ۲۰۳۳

(۲)۔ ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسم، ۳: ۲۸۸، رقم: ۴۹۵۲

۲۔ رویانی، المسند، ۲: ۴۶۹، رقم: ۱۳۹۰

۳۔ شیبانی، الآحاد والثنائی، ۲: ۴۲۷، رقم: ۱۲۲۰

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۱۹۶، ۲۹۸، رقم: ۵۲۳، ۸۷۴

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۴: ۹۰، ۳۱۱، رقم: ۱۳۰۶، ۱۳۹۳

۶۔ ابن خیاط، الطبقات، ۳: ۲۳

شہاب، وغیرہ نام بدل دیئے۔ پس "شہاب" کا نام "ہشام" رکھا، "حرب" کا نام "اسلم" رکھا اور "مصطحج" کا نام "منبعث" رکھا۔ جس زمین کو "عفرہ" کہا جاتا تھا اس کا نام "خضرہ" رکھا اور "شعب الصلالہ" کا نام "شعب الہدی" رکھا۔ "بنوزینت" کا نام "بنورشدہ" رکھا اور "بنی مغویہ" کا نام "بنی رشدہ" رکھا۔

(۱۷) حق نسب:

بچے کے لئے نسب کا حق صرف اسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ماں باپ کا بھی حق ہے۔ باپ کا حق اس نسبت سے ہے کہ وہ اپنی اولاد کے تحفظ اور تعلیم و تربیت کا اختیار رکھتا ہے، اسے اپنی اولاد کی سرپرستی اور ولایت کا حق ہے۔ جب اولاد محتاج ہو اور باپ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اسے اولاد کے لیے کمانے کا حق ہے اور اگر اولاد باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے تو وہ اولاد ترکہ میں حصہ پائے گی اسی طرح ثبوت نسب مان کا حق بھی ہے کیونکہ اولاد ماں کا جزو ہے اور وہ فطری طور اس بات کی شدید خواہش رکھتی ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت اور بہتر پرورش کرے۔ اسی طرح ماں کے بڑھاپے اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اس پر خرچ کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نسب کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے پوری جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ
فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۗ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ
بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (۱)

"تم ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (ہی کے نام) سے پکارا کرو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ عدل ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو (وہ) دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کہی لیکن (اس پر ضرور گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو، اور اللہ بہت بخشنے والا

اور رحم فرمانے والا ہے" ۵
اپنا حقیقی نسب تبدیل کرنے والے کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا:

مَنْ ادَّعى اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ
حَرَامٌ۔ (۱)

"جو اپنے باپ کو علاوہ کسی اور کے متعلق دعویٰ کرے اور وہ جانتا ہو کہ اس کا
باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے"
یہی نہیں بلکہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے اسے کفر سے تعبیر کرتے ہوئے
فرمایا:

لَا تَرْغَبُوا عَن اَبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَن اَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ۔ (۲)

"اپنے آباء و اجداد سے منہ نہ پھيرو، جو اپنے باپ سے منہ پھیر کر دوسرے کو
باپ بنائے تو یہ کفر ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ جب انہیں بلاؤ تو ان کو ان کے حقیقی
باپوں کی نسبت سے بلاؤ۔ انہیں ان لوگوں کا بیٹا کہہ کر مت پکارو جنہوں نے انہیں متبنی
بنایا ہے اور اگر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہیں ہے تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی
ہیں انہیں بھائی یا دوست کہہ کر پکارو۔ عربی زبان میں وہ لڑکا جسے اپنے حقیقی باپ کے

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب من ادعی، ۶: ۲۳۸۵، رقم: ۶۳۸۵

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ الطائف، ۴: ۱۵۷۲، رقم: ۴۰۷۱

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۳

۴۔ ابوداؤد السنن، کتاب الادب، باب فی الرجل، ۴: ۳۳۰، رقم: ۵۱۱۳

۵۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب الحدود، باب الحدود، باب من ادعی الی، ۲: ۸۷۰، رقم: ۲۶۱۰

(۱)۔ ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب بدء الحق۔ باب ماجاء فی قوله: ۶: ۲۳۸۵، رقم: ۶۳۸۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۲

۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۳۳، رقم: ۵۷

علاوہ کسی اور کی نسبت منسوب کیا جائے اسے الدعی کہتے ہیں اس کی جمع الادعیاء ہے جو یہاں مذکور ہے اس کا مصدر الدعوة ہے اس آیت سے اپنے نسب کی حفاظت کا حکم بھی دیا گیا ہے اور اس بات سے سختی سے روک دیا کہ کوئی شخص دانستہ اپنے آپ کو کسی غیر کا بیٹا کہے۔ (۱)

۱۸- حق زواج:

اولاد کے حد بلوغ کو پہنچ جانے پر والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی شادیوں کی فکر کریں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزِجْ وَجْهَهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزِجْ وَجْهَهُ فَاصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ (۲)

ترجمہ: حضرت ابوسعید اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "جس کے ہاں اولاد ہو وہ اس کا عمدہ نام رکھے، اسے حسن ادب سکھائے، جب بالغ ہو جائے اس کی شادی کر دے۔ اگر اولاد بالغ ہوگئی اور والد نے شادی نہ کی اس طرح اس سے کوئی حرام کاری سرزد ہوگئی تو اس کا گناہ اس کے باپ کو بھی ہوگا۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَنْسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي التَّوْرَةِ مَكْتُوبٌ مَنْ بَلَغَتْ ابْنَتُهُ إِثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزِجْهَا فَاصَابَتْ إِثْمًا فَإِنَّمَا ذَلِكَ عَلَى أَبِيهَا، (۳)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول

(۱)۔ (ضیاء القرآن ج ۴، ص ۱۲)

(۲)۔ احمد بن حنبل، مسند، ج ۳۶: ۱۲۲، رقم حدیث ۲۱۸۷

(۳)۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷۱ باب الولی فی النکاح، الفصل الثالث)

(۴)۔ رواهما البيهقي في شعب الایمان

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ برس کو پہنچ گئی اور اس نے اس کی شادی نہ کی اس طرح وہ کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھی اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔

اس سلسلے میں بنیادی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ رشتہ تلاش کرتے وقت دین داری اور تقویٰ شعاری کو شریعت اسلامیہ نے نہایت اہم مقام دیا ہے اس کی وجہ پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ اسلام اپنی اصلاحات کا نفاذ اولین بنیاد سے شروع کرتا ہے کہ جب اصل درست اور صالح ہوگی تو اس پر رکھی جانے والی عمارتیں بھی صحیح اور درست ہوں گی۔

نکاح میں حق رضا:

ہر بالغ لڑکا لڑکی حسب مرضی نکاح کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ بلکہ نکاح ہونا بھی مرضی و محبت سے چاہیے۔

قرآن کریم میں ہے:

فَاَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ . (۱)

عورتوں میں سے جو پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ . (۲)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

دینا کا بہترین مال اچھی بیوی ہے۔

(۱)۔ (النساء، ۴: ۳)

(۲)۔ ۱۔ مسلم، الصحیح، الكتاب الرضا، رقم: ۲۶۶۸۔

۲۔ نسائی، بن الكتاب النکاح، رقم: ۳۱۸۔

۳۔ ابن ماجہ، سنن، الكتاب النکاح، رقم: ۱۸۴۵۔

تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ۔ (۱)

محبت کرنے والیوں، بچے جننے والیوں سے نکاح کرو۔

"إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ الْمَرَأَةَ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدُ عَوْهَ

إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ" (۲)

جب تمہیں کوئی عورت پیغام نکاح دے تو اگر اس کو دیکھنا ممکن ہو تو دیکھے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح

بھیجا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرِي إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُوَدِّمَ

بَيْنَكُمَا۔ (۳)

"تو نے اس عورت کو دیکھا؟ میں نے عرض کی نہیں، فرمایا دیکھ لے۔ اگر یہ تم

دونوں میں موافقت و الفت کے قریب تر ہے"

پسند کی شادی وہ حق ہے جو اسلام نے ہر مرد و عورت کو دیا ہے۔ لہذا اس پر عمل ہونا

چاہیے اور والدین کو اس میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے۔ البتہ لڑکا لڑکی بھی پسند کی شادی

والدین کو اعتماد میں لیکر خاندانی آداب کے تحت کریں۔ ماں باپ غلط فیصلے نہ کریں اور نہ

زبردستی اپنی پسند بچوں پر ٹھونسیں اور بچے ماں باپ کو اعتماد میں لیے بغیر یہ فیصلے نہ

کریں۔ شادی سے پہلے لڑکا لڑکی والدین اور اہل خاندان کی موجودگی میں مناسب اور

باوقار طریق سے ایک دوسرے کو دیکھیں یہ شرعی تقاضا ہے کسی رسم و رواج کو اس میں

حائل نہ کیا جائے اور لڑکے لڑکی سے یہ حق سلب نہ کیا جائے۔ اسی طرح حق مہر اور

(۱)۔ ۱۔ ابوداؤد، سنن، الکتاب النکاح، رقم الحدیث: ۱۷۵۳

۲۔ احمد، مسند، الکتاب باقی مسند المکونین، رقم: ۱۲۱۵۲، ۸: ۳۱۳۔ مشکوٰۃ، ص: ۲۶۷

(۲)۔ ۱۔ ابوداؤد، سنن، الکتاب النکاح، رقم: ۱۷۸۳

۲۔ احمد، مسند، الکتاب باقی مسند المکونین، رقم: ۱۲۱۵۲، ۸: ۳۱۳۔ مشکوٰۃ، ص: ۲۶۷

(۳)۔ ۱۔ نسائی، سنن، الکتاب النکاح، رقم: ۳۱۸۲

۲۔ مشکوٰۃ، ص: ۳۶۹

دوسرے تحفظات جو لڑکی کا بنیادی شرعی حق ہے اس پر کوئی قدغن نہیں ہوئی چاہیے حق مہر لڑکی کا ہے جو دس درہم (تقریباً ڈھائی تولہ چاندی) سے کم جائز نہیں۔ یہ کم سے کم حد ہے۔ زیادہ کی حد نہیں۔ لڑکی جتنا چاہیے لے سکتی ہے۔ خواہ فوری لے یا جب چاہے۔ دباؤ سے حق مہر کم کروانا یا معاف کروانا ظلم و تعدی ہے جس کا ماں باپ عدالت خاوند یا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ لڑکے لڑکی جبکہ غیر محرم ہوں اجنبی ہوں ان میں کوئی رشتہ محبت ملاقاتیں یا میل ملاپ رکھنا سب حرام ہے استثنائی صورت صرف نیت نکاح ہے۔ ہمارے ہاں دو طرح کا ظلم ہو رہا ہے ایک طرف والدین کی طرف۔ سے اتنی سخت پابندی اور دوسری طرف ماڈرن طبقہ لڑکے لڑکی کو اتنا فری کر دیتے ہیں کہ نکاح سے پہلے ہی جہاں چاہیں دورے کریں۔ جتنے دن چاہیں ساتھ چلیں پھر یں کوئی روک ٹوک نہیں یہ سراسر حرام اور فحاشی ہے۔

اسلام راہ اعتدال ہے افراط و تفریط سے پاک۔ نہ ماڈرن گمراہ لوگوں کی سی آزادی نہ دقیانوس لوگوں کی سی پابندی کہ شادی کرنے والے ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکیں۔ اپنی مرضی سے شادی نہ کر سکیں۔ تیس روپے حق مہر وغیرہ لہذا ان مسائل شرع کو جاننے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ بچیوں اور بچوں کے حقوق و مستقبل محفوظ ہوں۔ (۱)

نکاح میں لڑکی کی اجازت کا حق:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

الْأَيْمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَادْنُهَا
صَمَاتُهَا، (۲)

غیر شادی شدہ عورت اپنے ولی سے زیادہ اپنا حق رکھتی ہے اور کنواری سے اس کے بارے میں اس کی اجازت لینا ہوگی اور اس کی اجازت اس کی

۱۔ (منہاج الفتاویٰ جلد سوم ص ۴۴)

۲۔ مسلم، الصحیح، الکتاب النکاح، رقم: ۲۵۳۵)

خاموشی ہے۔

ایک صحابیہ حضرت خنساء بنت حذم شیبہ تھیں ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا۔ ان کو یہ پسند نہ تھا، آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے ان کا نکاح رد فرما دیا۔

عَنْ خُنُسَاءِ بِنْتِ حِذَامٍ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ تَيْبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَآتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا، (۱)
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَّ جَارِيَةَ بَكْرًا آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرے باپ نے میری ناپسندیدگی کے باوجود میرا نکاح کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دے دیا (منظور کرے یا رد کرے)۔

عاق کرنا جائز نہیں:

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عِبَادًا لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ) قِيلَ لَهُ مَنْ أُولَئِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ (مُتَبَرِّمٌ مِنَ الْوَالِدِ رَاغِبٌ عَنْهُمَا وَمُتَبَرِّمٌ مِنْ وَلَدِهِ وَرَجُلٌ أَنْعَمَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَكَفَرَ نِعْمَتَهُمْ وَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ) (۳)

۱۔ بخاری، الصحیح، الكتاب الاکراه، رقم: ۶۴۳۲۔

(۲)۔ ۱۔ ابن ماجہ، سنن، الكتاب النکاح، رقم: ۱۸۶۵۔

۲۔ ابوداؤد، سنن، الكتاب النکاح، رقم: ۱۷۹۴۔

(۳)۔ ۱۔ احمد بن حنبل، مسند، ج ۲۳: ۳۹۷، رقم حدیث: ۱۵۶۳۶۔ ۲۔ طبرانی، معجم الکبیر، ج ۲: ۲۳۷۔

۳۔ لہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۵: ۱۵۔

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت والے دن کچھ اللہ کے بندے ایسے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی ان کو پاک صاف کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نگاہ رحمت کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یہ لوگ کون ہو گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والدین سے دور ہونے والا اور اپنی اولاد سے بری ہونے والا (بے زار ہونے والا) اور ایسا شخص جس پر اس کی قوم نے انعام کیا اور وہ اس انعام کا انکار کرے اور ان سے نفرت کا اور بے زاری کا اظہار کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

وَالْوَالِدُ لِلْفَرْأَسِ وَاللْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

ترجمہ: اور بچہ صاحب بستر کا ہے اور زانی کیلئے پتھر (سنگ سار کرنا) ہے۔

اسلام میں اولاد کو عاق کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے بلکہ باعث عذاب ہے اور یہ

بات بھی کریم آقا نے واضح فرمادی کہ زانی کو سنگ سار کیا جائے گا اور جو بچہ پیدا ہوگا

اس کی نسبت اسی کی طرف ہوگی جس کا نکاح اس عورت سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے تو رشتہ جوڑنے کا حکم مل رہا ہے تو بھٹنے کا نہیں۔ اور جو رشتہ

توڑے گا اس کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔



حاصلِ کلام

- ۱- سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔
- ۲- دین دار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا ماموں کی عادات و افعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔
- ۳- زنگوں، رجبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بد نما نہ کر دے۔
- ۴- جماع کی ابتداء بسم اللہ سے کرے۔ ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔
- ۵- اس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔
- ۶- زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے۔
- ۷- مردوزن کپڑا اوڑھ لیس، جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا اندیشہ ہے۔
- ۸- جب پیدا ہو۔ فوراً سیدھے (دائیں) کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے کہ ظل شیطان دام الصبیان سے بچے۔
- ۹- چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہو۔
- ۱۰- ساتویں اور اگر نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے۔ دختر کے لئے ایک بکری، پسر کے لئے دو بکرے کہ اس میں بچہ کا گویا رہن سے چھڑانا ہے۔
- ۱۱- ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔

- ۱۲- سر کے بال اتروائے۔
- ۱۳- بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔
- ۱۴- سر پر زعفران لگائے۔
- ۱۵- بچہ کا نام رکھے۔ یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے۔ ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔
- ۱۶- برانام نہ رکھے کہ فال بد ہے۔
- ۱۷- عبداللہ، عبدالرحمن، احمد، حامد وغیرہا عبادت و حمد کے نام یا انبیاء اولیاء یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں ان کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے۔ خصوصاً نام پاک محمد ﷺ۔ کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کی دنیا و آخرت میں کام آتی ہے۔
- ۱۸- جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم و تکریم کرے۔
- ۱۹- مجلس میں اس کے لئے جگہ چھوڑے۔
- ۲۰- مارنے، برا کہنے میں احتیاط رکھے۔
- ۲۱- جو مانگے، بدرجہ مناسب دے۔
- ۲۲- پیار میں چھوٹے لقب پر بے قدر نام رکھے کہ پڑا ہوا نام پھر مشکل سے چھوٹتا ہے۔
- ۲۳- ماں نواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک بچہ کو دودھ پلوائے۔
- ۲۴- رذیل یا بد افعال عورت کے دودھ سے بچہ کو بچائے، کیونکہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے،
- ۲۵- بچہ کا نان نفقہ اس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے۔ جن میں حضانت بھی داخل یعنی دایہ وغیرہ سے پرورش کرانا اور دودھ پلوانا وغیرہ۔
- ۲۶- اپنے حوائج وادے واجبات شریعت سے جو بچے اس میں عزیزوں، قریبوں، محتاجوں، غریبوں کو شامل کرے۔ سب سے پہلے حق عیال و اطفال کا ہے جو ان

سے بچے وہ اوروں کو پہنچے۔

۲۷- بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔

۲۸- اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے، بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے، جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے، ان کی طفیل میں آپ بھی کھائے، زیادہ نہ ہو تو انہی کو کھلائے۔

۲۹- خدا تعالیٰ کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف کا برتاؤ رکھے، انہیں پیار کرے، بدن سے لپٹائے۔ کندھے پر چڑھائے، ان کے ہنسنے، کھیلنے، بہلنے کی باتیں کرے۔

۳۰- ان کی دلجوئی و دلداری، رعایت، محافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز خطبہ میں محفوظ رکھے۔

۳۱- نیا میوہ، نیا پھل پہلے ان کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔

۳۲- کبھی کبھی حسبِ مقدور انہیں شیرینی وغیرہ کھانے، پہننے، کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعا جائز ہو دیتا ہے۔

۳۳- بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کے پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

۳۴- اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر یکساں دے، ایک دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔

۳۵- سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے۔

۳۶- بیمار ہوں تو علاج کرے۔

۳۷- حتیٰ الامکان سخت و موذی علاج سے بچائے۔

۳۸- زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ۔ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔

۳۹- جب تمیز آئے تو ادب سکھائے۔ کھانے پینے بولنے، ہنسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے

پھرنے حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ، استاد۔

۴۰- دختر کو شوہر کی اطاعت کے طریقے اور آداب بتائے۔ قرآن پڑھائے۔

۴۱- استاد نیک، صالح، متقی، صحیح العقیدہ، سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔

۴۲- بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

۴۳- عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی قبول حق پر مخلوق ہے۔ اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔

۴۴- حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے۔

۴۵- حضور پر نور ﷺ کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت کی تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔

۴۶- سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔

۴۷- علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدر و لسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل، حرص و طمع، حب جاہ، ریا، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہ برائیوں کے رذائل پڑھائے۔

۴۸- پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔

۴۹- موقع پر چشم نمائی، تنبیہ، تہدید کرے، مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا، بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔

۵۰- مارے تو منہ پر نہ مارے۔

۵۱- اکثر اوقات تہدید و تحویف پر قانع رہے، کوڑا چھی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔

۵۲- زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت پر نشاط باقی رہے۔

۵۳- مگر زہار بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے۔

۵۴- نہ ہرگز بہار دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہا کتب و عشقیہ و غزلیات فسقیہ

دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔

۵۵- جب بچہ دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔

۵۶- اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلوائے، جدا بچھونے، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔

۵۷- جب جوان ہو شادی کرے، شادی میں وہی رعایت قوم دین و سیرت و صورت ملحوظ رکھے۔

۵۸- اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانیوں کا احتمال ہو اسے امر و حکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق و نرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے حقوق میں نہ پڑے۔

۵۹- اسے میراث سے محروم نہ کرے، جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہننے کی غرض سے کل جائیداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں۔

۶۰- اپنے بعد مرگ بھی ان کی فکر رکھے، یعنی کم از کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے، ثلث سے زیادہ خراب نہ کرے۔

۶۱- پڑھنا لکھنا سکھائے۔

۶۲- پیرنا سکھائے۔

۶۳- سپہ گری سکھائے۔

۶۴- بیٹوں کا اعلان کے ساتھ اس کا ختنہ کرے

۶۵- دختر کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے، بلکہ نعمت الہیہ جانے اور اسے سینا، پرونا، کاتنا اور کھانا پکانا سکھائے۔

۶۶- نو برس کی عمر سے بیٹیوں کو نہ اپنے پاس سلوائے، نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے، اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔

۶۷- شادی، برات میں جہاں گانا، ناچ ہو ہرگز ہرگز نہ جانے دے، اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو، کیونکہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی تھیس بھی بہت ہے۔

۶۸- دختروں کو بیگانوں کے گھروں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے۔ بلکہ اپنے گھر

کوان پر زنداں کر دے

۶۹- بالا خانوں پر نہ رہنے دے۔

۷۰- اپنے گھر میں انہیں لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیامِ رغبت کے ساتھ آئیں۔

۷۱- جب کفو ملے تو نکاح میں دیر نہ کرے۔

۷۲- زہار کسی فاسق، فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔



انٹرویو

ہمارے معاشرے میں بگاڑ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ والدین اپنی اولاد کے حقوق پورے نہیں کرتے ان کی رائے کو دبا دیا جاتا ہے جس کے نتائج میں بچے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں یا خودکشی کرنے پر اتر آتے ہیں۔

چونکہ اولاد کا سب سے قریبی تعلق والدین سے ہوتا ہے اور والدین ہی اچھے طریقے سے اولاد کی تعلیم و تربیت کر سکتے ہیں اور یہ والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے۔ والدین کا اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت نہ کرنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں غربت اور تعلیم کی کمی نمایاں ہیں۔

گھر سے بھاگے ہوئے بچے ہی چور ڈاکو بنتے ہیں اور معاشرے میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ اس حوالے سے چند لوگوں کے انٹرویوز پیش خدمت ہیں۔

ڈاکو

- س: آپ ڈاکو کیسے بنے؟
 ج: ساتھیوں سے ملا اور بن گیا۔
 س: ساتھیوں سے کیسے ملے؟
 ج: گھر سے بھاگ کر۔
 س: گھر سے کیوں بھاگے؟
 ج: میرے ابو مجھے بہت مارتے تھے۔

س: تیرے ابو تجھے کیوں اور کس وجہ سے مارتے تھے؟

ج: شرارتوں کی وجہ سے۔

س: کیا آپ نے تعلیم حاصل کی؟

ج: نہیں۔ والدین نے سکول بھیجا ہی نہیں۔

س: پیغام کیا دینا چاہو گے؟

ج: والدین بچوں پر سختی نہ کریں اور انہیں تعلیم ضرور دلوائیں۔

کورٹ میرج کرنے والا جوڑا

س: آپ نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟

ج: والدین کو بہت منایا مجبوراً ہمیں یہ قدم اٹھانا پڑا۔

س: کیا اس تمہارے عمل کی وجہ سے والدین کی عزت پر حرف نہیں آیا؟

ج: ان کی عزت پر تو حرف آیا ہے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے تھے۔ بس انہوں نے خود

ایسے حالات پیدا کیے ہیں اور یہ پسند کا حق تو ہمیں شریعت نے بھی دے رکھا ہے۔

س: آپ کیا سمجھتے ہیں کیا اس عمل سے آپ نے والدین کی نافرمانی نہیں کی؟

ج: والدین کی فرمانبرداری کرنا ہمارا فرض تھا۔ جب انہوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا تو ہم نے بھی نہیں کیا۔

س: والدین کی فرمانبرداری کرنا اور ان سے بھلائی کرنا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ج: اولاد کے حقوق پورے کرنا بھی تو اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے۔

س: پیغام کیا دینا چاہتے ہیں؟

ج: والدین کو چاہیے کہ اولاد کی مرضی کا بھی خیال رکھیں۔

طوائف

- س: یہاں کیسے پہنچی ہو؟
 ج: بوس (Boss) مجھے لے کر آیا تھا۔
 س: Boss سے کہاں ملاقات ہوئی؟
 ج: میں گھر سے بھاگ کر ایک ہوٹل میں آئی تو.....
 س: گھر سے بھاگی کیوں؟
 ج: چونکہ میرے ابو نے مجھے 60 ہزار میں بیچ دیا تھا اور میرا شوہر مجھ پر بہت ظلم کرتا تھا۔

گھر سے بھاگا ہوا بچہ

- س: آپ گھر سے کیوں بھاگے؟
 ج: والدین کہتے تھے کہ کما کر لاؤ، خود بھی کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ لیکن میں پڑھنا چاہتا ہوں۔
 س: تو اس میں بھاگنے والی کیا بات ہے؟
 ج: امی نے خود کہا تھا کہ کام نہیں کرتے تو گھر سے نکل جاؤ۔
 س: کیا گھر والے آپ کو سکول نہیں بھیجتے تھے؟
 ج: بھیجتے تھے لیکن یونیفارم اور کتابیں مکمل نہیں لے کر دیتے اور جیب خرچ بھی نہیں دیتے، جب میں مانگتا تھا تو مار پڑتی تھی۔
 س: تو اب آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟
 ج: مہربانی کر کے مجھے کسی مدرسے میں چھوڑ دیں تاکہ میں تعلیم حاصل کر سکوں۔

کتابیات Biblogrophy

نمبر	مصنف	نام کتاب	ناشر
1.		القرآن الکریم	
2.	احمد بن حنبل	المسند	المکتب السلاوی بیروت
3.	انیس، داکٹر، ابراہیم	العجم الاوسط	دار احیاء التراث العربی بیروت
4.	اصفہانی، امام راغب	مفردات القرآن	اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور۔
5.	بخاری، ابو عبد اللہ محمد	الادب المفرد	دار البشائر الاسلامیہ، بیروت
6.	بخاری، ابو عبد اللہ محمد	التاریخ الکبیر	دار الکتب العلمیہ
7.	بخاری، ابو عبد اللہ محمد	الصحیح	دار القلم بیروت + دمشق
8.	یحییٰ، ابو بکر احمد بن حسین	دلائل النبوة	دار الکتب العلمیہ بیروت
9.	یحییٰ، ابو بکر احمد بن حسین	السنن الصغیر	دار الکتب العلمیہ بیروت
10.	یحییٰ، ابو بکر احمد بن حسین	السنن الکبریٰ	مکتبہ دار الباز، مکہ مکرمہ
11.	یحییٰ، ابو بکر احمد بن حسین	شعب الایمان	دار الکتب العلمیہ بیروت
12.	ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ	الجامع الصحیح	دار الغرب الاسلامی بیروت
13.	ابن جعد، علی بن جعد	المسند	موسسہ نادر بیروت
14.	حاکم، ابو عبد اللہ محمد	المستدرک علی الصحیحین	دار الکتب العلمیہ بیروت
15.	حاکم، ابو عبد اللہ محمد	المستدرک علی الصحیحین	دار الباز للنشر والتوزیع مکہ
16.	ابن حیان، ابو حاتم محمد	اشقات	دار الفکر بیروت

17.	ابن حیان، ابو حاتم محمد	اصح	موسسه الرساله بیروت
18.	ابن حیان، ابو حاتم محمد	طبقات المحدثین باصصحابان	موسسه الرساله بیروت
19.	حسینی ابراہیم بن محمد	البيان والتعريف	دارالکتب العربی بیروت
20.	حسینی	در المختار	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
21.	حسینی	در المختار	دارالفکر بیروت
22.	حسین بن محمد الدامغانی	قاموس القرآن	دارالعلم للملایین بیروت
23.	ابن خیاط، ابو عمر خلیفہ	الطبقات	دار طیبہ ریاض سعودی عرب
24.	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	کتاب المراسل	موسسه الرساله، بیروت
25.	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	کتاب المراسل	مکتبہ العلمیہ لاہور
26.	ابوداؤد سلیمان بن اشعث	اسنن	دارالفکر بیروت
27.	دارمی، ابو محمد عبداللہ	اسنن	دارالکتب العربی بیروت
28.	دیلمی، ابو شجاع شیردیز	الفردوس بماثور الخطاب	دارالکتب العلمیہ بیروت
29.	رویانی، ابو بکر محمد	المسند	موسسه قرطبہ قاہرہ، مصر
30.	رازی	تفسیر کبیر	دار احیاء التراث العربی بیروت
31.	شامی، محمد بن محمد امین	رد المختار علی در المختار	مکتبہ ماجدیہ کونستہ، پاکستان
32.	شوکانی، محمد بن علی	ارشاد النجول	دارالفکر بیروت
33.	شوکانی، محمد بن علی	فتح القدر	مصطفی البابی الحلی و اولادہ، مصر
34.	شوکانی، محمد بن علی	نیل الاوطار	دارالفکر بیروت
35.	شہاب، ابو عبداللہ محمد	المسند	موسسه الرساله بیروت
36.	شیبانی، ابو بکر احمد	الاحاد والثنائی	دار الرایہ ریاض، سعودی عرب
37.	شیبانی، ابو بکر احمد	الزهد	دار الریان للتراث قاہرہ، مصر
38.	شیبانی، ابو بکر احمد	الحجۃ	عال الکتب، بیروت
39.	شیبانی، ابو بکر احمد	الحجۃ	دار المعارف نعمانیہ لاہور

ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه کراچی	المبسوط	شيباني، ابو بکر احمد	.40
مکتبه الرشدي رياض، سعودي عرب	المصنف	ابن ابی شيبه، ابو بکر	.41
مطبعة نهضة قاهرة، مصر	الطفل في الشريعة الاسلاميه	صالح، ذاکر محمد بن احمد	.42
مؤسسة الرساله، بيروت	مسند الشاميين	طبرانی سليمان بن احمد	.43
مکتبه المعارف رياض، سعودي عرب	المعجم الاوسط	طبرانی سليمان بن احمد	.44
دار الفكر بيروت	المعجم الصغير	طبرانی سليمان بن احمد	.45
مطبعة الزهراء الحمدية موصل، عراق	المعجم الكبير	طبرانی سليمان بن احمد	.46
مکتبه ابن تيميه قاهرة، مصر	المعجم الكبير	طبرانی سليمان بن احمد	.47
منہاج القرآن پبلي کیشنز لاہور	الحقوق الاصلية في السلام	طاہر القادري، ذاکر محمد	.48
منہاج القرآن پبلي کیشنز لاہور	منہاج الفتاوى	عبد القیوم خان ہزاروي	.49
مکتبه السنه قاهرة، مصر	المسند	عبد بن حميد، ابو محمد	.50
دار الجليل، بيروت	الاصابه في تمييز الصاحبه	عسقلانی، احمد بن علی	.51
دار عمان أردن	تغليق التعليق علی صحيح البخاری	عسقلانی، احمد بن علی	.52
مدینہ منورہ، سعودي عرب	تلخیص الحجر	عسقلانی، احمد بن علی	.53
دار الفكر بيروت	تهديب التهديب	عسقلانی، احمد بن علی	.54
دار المعرفه بيروت	الدرایه في تخریج احاديث الهدایه	عسقلانی، احمد بن علی	.55
دار نشر الكتب الاسلاميه لاہور	فتح الباری	عسقلانی، احمد بن علی	.56
دار المعرفه بيروت	هدی الساری مقدمه فتح الباری	عسقلانی، احمد بن علی	.57
دار المعرفه بيروت	المسند	ابو عوانه، يعقوب	.58
اداره طلوع اسلام لاہور	لغات القرآن	غلام محمد پرويز	.59
فرید بک شال لاہور	تبیان القرآن	غلام رسول سعیدی	.60

دار الفکر بیروت	المغنی فی فقہ الامام احمد الشیبانی	ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ	.61
المعجزة السلفية لاہور	المفتوح	ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ	.62
دار الفکر بیروت	الجامع الاحکام القرآن	القزطبی، محمد بن احمد	.63
دار الکتب العربی بیروت	بدائع الصنائع	کاسانی، علاؤ الدین	.64
انج ایم سید کمپنی کراچی	بدائع الصنائع	کاسانی، علاؤ الدین	.65
دار العربیہ بیروت	مصباح الزجاجة	کنانی، احمد بن ابوبکر	.66
ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور	ضیاء القرآن	کرم شاہ الازہری	.67
دار المشرق بیروت	المنجد (عربی)	لویس معلوف الیسوی	.68
دار صادر بیروت	المدونة الکبری	مالک، انس بن مالک	.69
دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع بیروت	المدونة الکبری	مالک، انس بن مالک	.70
دار احیاء التراث العربی بیروت	الموطا	مالک، انس بن مالک	.71
دار الکتب العلمیہ بیروت	السنن	ابن ماجہ، محمد بن یزید	.72
دار الکتب العلمیہ بیروت	الاحکام السلطانیة	ماوردی، ابو حسن علی	.73
دار الکتب العلمیہ بیروت	کتاب الزهد	ابن مبارک، عبد اللہ	.74
المکتب الاسلامی بیروت	تحفة الاشراف بمعرفه الاطراف	مزی، ابو النجاشی یوسف	.75
موسسہ الرسالہ بیروت	تحذیب الکمال	مزی، ابو النجاشی یوسف	.76
دار احیاء التراث العربی بیروت	المصحح	مسلم، ابو الحسین	.77
دار الکتب العلمیہ بیروت	الفروع	مقدسی، ابو عبد اللہ	.78
مکتبہ المہمۃ الحدیث مکہ مکرمہ	الاحادیث المختاره	مقدسی، محمد بن عبد الواحد	.79
دار احیاء التراث العربی بیروت	قاموس المحيط	محمد بن یعقوب	.80
مطبوعہ نشر ادب الخوذة ایران	لسان العرب	ابن منظور	.81
مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت	الجوزی زاد المسیر	محمد جوزی حنبلی	.82
دار الکتب العلمیہ بیروت	السنن	نسائی، ابو عبد الرحمن احمد	.83

دارالکتب العلمیہ بیروت	السنن الکبریٰ	نسائی، ابو عبد الرحمن احمد	.84
خزینہ علم و ادب لاہور	السنجد (اردو)	نذیر محمد	.85
ادارہ اسلامیات لاہور	قاموس الجدید	وحید الزماں، مولانا	.86
دار الفکر بیروت	الفقہ الاسلامی وادلہ	وہبہ الزحیلی	.87
قدیمی کتب خانہ کراچی	مشکوٰۃ	ولی الدین تبریزی	.88
دارالریان للتراث بیروت	مجمع الزوائد	یثیمی، نور الدین	.89
دارالکتب العلمیہ	موارد النظمین	یثیمی، نور الدین	.90
دارالمامون للتراث مشق، شام	المسند	ابو یعلیٰ، احمد بن علی	.91
ادارۃ العلوم والاثریہ فیصل آباد، پاکستان	المعجم	ابو یعلیٰ، احمد بن علی	.92



گائیڈ بک

عرفان القرآن کورس

قرآن مجید کے عرفان کو پانے کے لیے جدید
اور سائنٹیفک طریقہ تدریس پر مشتمل کتاب

امتیازی خصوصیات

- تجوید
- تفسیر
- احادیث
- فقہی مسائل
- قرآنی گرامر
- لفظی و با محاورہ ترجمہ
- قرآنی و نبوی دعائیں

8097



نوریکہ رضویہ پبلی کیشنز 11 طابا گنج محلہ روضہ لاہور

042-37313885, 37070063 E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

Marfat.com